SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, March 15, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at six thirty of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ إِن تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي
السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝٢٩
يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ
مِن سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيُحَذِّرُكُمُ
اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝٣٠ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے تم اسے خواہ پوشیدہ رکھو یا ظاہر کرو اللہ اس کو جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اس (سب) کو جانتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ جس روز ہر شخص اپنے ہر نیک عمل کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور اسی طرح ہر برے کام کو بھی، اس روز تمنا کرے گا کہ کاش اس شخص اور اس دن کے درمیان مسافت بعید ہوتی اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا شفقت کرنے والا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ بڑا بخشنے والا ہے بڑا مہربان ہے۔

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, March 15, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at six thirty of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

قُلْ إِن تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي
السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾
يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ
مِن سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ
اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے تم اسے خواہ پوشیدہ رکھو یا ظاہر کرو اللہ اس کو جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اس (سب) کو جانتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ جس روز ہر شخص اپنے ہر نیک عمل کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور اسی طرح ہر برے کام کو بھی، اس روز تمنا کرے گا کہ کاش اس شخص اور اس دن کے درمیان مسافت بعید ہوتی اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا شفقت کرنے والا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ بڑا بخشنے والا ہے بڑا مہربان ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : جذاک اللہ ' اب ہم رخصت کی درخواستیں لیتے ہیں۔ جناب محمود احمد مرزا صاحب اپنی بیماری کی بنا پر ۱۰ مارچ کو ایوان میں شرکت نہیں کر سکے ' اس لئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی نے اپنی مصروفیات کی بنا پر ۱۸ مارچ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب سرتاج عزیز نے اپنی مصروفیت کی بنا پر ایوان سے ۱۵ تا ۱۹ مارچ ' رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب حاجی اکرم سلطان نے چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر ایوان سے ۱۵ مارچ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب امان روم سعودی عرب تشریف لے جا رہے ہیں اس کے لئے انہوں نے ۱۴ تا ۲۲ مارچ رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) عبدالقیوم خان نے ٹیلیفون پر اطلاع دی ہے کہ وہ اپنی ناسازی طبع کے باعث آج ایوان میں حاضر نہیں ہو سکیں گے۔ اس لئے انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب نسیم احمد آہیر، وزیر برائے تعلیم نے اطلاع دی ہے کہ بیماری کی وجہ سے وہ آج اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے، ان کی چھٹی کا سوال نہیں اٹھتا،

PRIVILEGE MOTIONS

جناب چیئرمین: سوالات آج نہیں ہیں، تحاریک استحقاق سے شروع کرتے ہیں، پہلی مولانا کوثر نیازی صاحب کے نام پر ہے، مولانا صاحب آپ پڑھ دیجئے۔

(I) *RE*: FAILURE TO FURNISH INFORMATION REGARDING PERSONS WHO ACCOMPANIED THE PRESIDENT FOR PILGRIMAGE

مولانا کوثر نیازی: جناب میری تحریک کا متن یہ ہے کہ میں نے ۷ نومبر ۱۹۸۶ء کو ایک سوال کا نوٹس دیا تھا جس میں یہ پوچھا گیا تھا کہ ۱۹۸۰ سے لے کر ۱۹۸۶ تک صدر مملکت کے ساتھ حج اور عمرہ کرنے والے خواتین و حضرات کی کیا تفصیل ہے، ان کے نام کیا ہیں، ان پر کتنا خرچ ہوا ہے۔ جناب چیئرمین نے ازراہ کرم اس سوال کو ایڈمٹ کر لیا اور یہ دو مرتبہ اپنے "روٹا ڈے" پر نکس بھی ہو گیا، لیکن دونوں دفعہ نامعلوم وجوہ کی بنا پر اسے ڈیفر کر دیا گیا اس پر میں نے سوالات کے وقفے کے دوران پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر جناب چیئرمین کی توجہ اس جانب مبذول کرائی اور انہوں نے ازراہ کرم ایوان کے ڈپٹی لیڈر خان محمد علی خان کو ہدایت کی کہ وہ متعلقہ وزارت سے سوال کا جواب حاصل کرنے کی کوشش کریں، جناب چیئرمین! وہ سیشن گزر گیا مگر میرے سوال کا جواب نہیں ملا، صاف ظاہر ہے کہ حکومت اس سوال کا جواب دینے سے گریز کر رہی ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے، لہٰذا میں تحریک کرتا ہوں کہ اس مسئلے پر ایوان میں غور کیا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Wasim Sajjad: Sir, it is being opposed but I would request if it can kindly be taken up tomorrow because just while when I was coming here I was told that they had not prepared the brief and I had other things to do. So, I would request if it could be taken up tomorrow.

Mr. Chairman: Maulana Sahib?

مولانا کوثر نیازی: اگر آپ کو اعتراض نہیں ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے کل لے لیں گے۔ دوسری نمبر ۹، قاضی حسین احمد صاحب کے نام پر ہے۔ قاضی صاحب آپ پیش کریں۔

(II) *RE:* FAILURE OF THE COMMITTEE CONSTITUTED BY THE PRIME MINISTER TO SUBMIT ITS REPORT WITHIN 6 MONTHS

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے مندرجہ ذیل تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو آٹھویں ترمیمی بل کی بحث کے اختتام پر جناب وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ

"میں آئین کو حرف آخر نہیں کہتا یا یہ کہ اس میں اور امینڈمنٹ کی ضرورت نہیں ہے جیسے آج میں نے اوپننگ کے وقت عرض کیا تھا جناب والا! جہاں تک آئین کا اور ترامیم کا تعلق ہے میں نے اپنے سینیٹر صاحبان سے یہ بھی وعدہ کیا ہے اور نیشنل اسمبلی کے فورم پر بھی یہ بات ہوئی ہے۔ ہم کمیٹی اپوائنٹ کر رہے ہیں وہ تفصیل سے اس چیز کو ایگزامن کرے گی اور ۶ مہینے میں وہ جو چاہتے ہیں انشاءاللہ وہ لے آئیں گے"

یہاں جناب وزیر اعظم نے آئین کے بعض تضادات کو دور کرنے اور آئین کو مکمل طور پر اسلامی اور جمہوری بنانے کے لئے تجاویز دینے کے لئے ایک کمیٹی کا اعلان کیا تھا وہ کمیٹی بن گئی تھی اور ۶ مہینے کی بجائے ڈیڑھ سال گزر گیا ہے اس کمیٹی کی طرف سے کوئی رپورٹ ایوان کے سامنے نہیں آئی اس کی بجائے حکومت دسویں ترمیمی بل کے نام سے ایک اور بل لے آئی ہے اور وعدے کے مطابق نویں اور دسویں ترمیم کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Wasim Sajjad: Yes, Sir, it is being opposed.

جناب چیئرمین : آپ اس کی تشریح کریں اگر مزید کرنا چاہتے ہیں۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! اس وقت کے جو وزیر قانون تھے انہوں نے مختلف مجالس میں اس کا اعتراف کیا تھا کہ آئین میں بہت سارے تضادات بھی موجود ہیں آئین کی زبان بھی قابل اصلاح ہے اور ساتھ ہی انہوں نے یہ کہا تھا کہ مارشل لاء کے دس سالہ دور کی

وجہ سے بہت ساری چیزیں arbitrarily اور یکطرفہ طور پر اس میں کرنی پڑی ہیں۔ اس لئے ایک کمیٹی کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ پورے آئین کا ایک جائزہ لے اور اس میں تجاویز پیش کر دے۔ اس سے سب لوگوں نے اتفاق کیا تھا اور آٹھویں ترمیمی بل کو پاس کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جہاں نویں ترمیمی بل پر وزیر اعظم نے وعدہ کیا تھا وہاں آئین کے اس طرح کے تضادات کو دور کرنے کے لئے بھی انہوں نے دسویں ترمیمی بل کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ یہ ان کا وعدہ ہے اور کمیٹی بیٹھی ہوئی ہے، کمیٹی تشکیل شدہ ہے اس کے باوجود ایوان کے سامنے کسی طرح کی کوئی بات ان کی طرف سے نہیں آئی اور جہاں تک ہماری معلومات ہیں اس کمیٹی نے ابھی اس پر کام بھی شروع نہیں کیا، میری یہ استدعا ہے جناب چیئرمین! کہ اس طریقے سے ایوان میں اگر وزیر اعظم کی سطح کے لوگ بھی اپنا ایک وعدہ کر کے جو ریکارڈ پر ہے اس کو اس طرح پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اپنی بات کا بھی ان کو اتنا لحاظ نہیں ہے تو اس طریقے سے اس ایوان کا بھی وقار نہیں رہے گا اور خود حکومت کا اعتماد بھی باقی نہیں رہے گا حکومت کے اپنے اعتماد کے لئے ضروری ہے اور ایوان کے وقار کے لئے ضروری ہے کہ یہاں جو بھی بات کی جائے اس پر عمل کیا جائے، اور بات اس وقت تک نہ کی جائے جب تک اس پر کام کرنے کا مخلصانہ ارادہ نہ ہو، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ایوان کی صورت بنی ہے کہ اس میں مختلف قسم کے وعدے کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد پھر ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی اس سے اس ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے اور ایوان کی بے وقعتی ہوتی ہے۔ تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر آپ بحث کریں۔

جناب چیئرمین : شکریہ، جناب وسیم صاحب۔

Mr. Wasim Sajjad: Sir, first of all I would like to clarify that the Prime Minister had announced not the constitution of a Committee of the House but a Committee which he set up in his capacity as the Prime Minister of Pakistan although comprising on Senators of this House. The terms of reference of the Committee:

(1) To examine Article 91 of the Constitution with a view to suggesting an amendment, if necessary to the effect that the Prime Minister shall be a Muslim.

(2) Whether the provincial autonomy guaranteed under the 1973 Constitution as existing before the 5th of July

1977 was adversely affected by the subsequent amendments, and if so, to suggest appropriate amendments to restore the original provisions.

(3) To suggest any other appropriate amendments in the Constitution.

(4) To indicate guidelines, procedure and framework for review of cases of hardships decided during the Martial Law.

The Committee was constituted by the Prime Minister. The Committee did start functioning but the report was somewhat delayed. This matter came up through a privilege motion which was earlier moved before this honourable House and you, Sir, came to the conclusion on that privilege motion that the question of review of hardship cases of Martial Law was of the essence, in that case time was of the essence and, therefore, the matter was ruled in order and was referred to the Committee.

But as far as other matters are concerned, these are very detailed constitutional questions. Time is not of the essence. The Committee is seized of the matter and will look into it but these are not questions that can be decided in a matter of days. The Prime Minister has already extended the time of the Committee upto 30th of June, 1987. I would say that time should be given to the Committee to look into this matter in depth and try to arrive at a consensus on these matters. This phase is going to take time.

As far as the admissibility of the motion is concerned, the statement of the Prime Minister, even assurance of a Minister unless time is of the essence does not constitute a breach of privilege. If the honourable gentleman, honourable member wants to bring his own amendments to the Constitution, he is welcome. Nobody can stop him. Sir, the delay in the report of a Committee is no ground of privilege because the matter can be discussed even otherwise. It does not impede the functioning of the House. It does not take away any right of the member. It is his right which he can exercise by moving a Bill or a resolution or by any other measure. In no way his rights have been infringed by the Committee in not giving its report within the six months' period that he has mentioned. But as I said the matter is before the Committee, which is examining it but it will take time.

On the other question about hardship cases, we are doing it on an urgent basis because we also appreciate that this is a matter which requires urgent attention. That matter is in hand and we hope that we will be able to give a report soon on that. But the other matters are going to take time. Also I would say that non-implementation of an assurance has never been held to be a breach of privilege. On that you have also, Sir, given rulings. Kaul also is very clear on it on page 237 that such matters do not constitute a breach of privilege. Thank you, Sir.

قاضی حسین احمد: جناب والا! وزیر عدل نے یہ توتسلیم کر لیا ہے کہ رولنگ میں چیئرمین نے جو پہلے بات کی تھی کہ ہارڈشپ کیسز جو مارشل لاء کے ہیں اس میں چونکہ وقت ایک اہم عامل ہے اس لئے اس پر فوری طور پر کوئی فیصلہ ہونا چاہئے اور اس پر بھی وہ یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ ارجنٹ بیسز پر یہ کر رہے ہیں اور بہت اہمیت دے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اس پر بھی ڈیڑھ سال گزر گیا ہے اس کے سلسلے میں بھی انہوں نے ابھی تک کچھ نہیں کیا اور یہ آپ کی رولنگ ہے۔ یعنی چیئرمین سینٹ نے رولنگ دی ہے اور اس پر بھی ان کا طریق کار اور ان کا جو عمل ہے وہ اتنا ہی ہے کہ وہ آج بھی صرف ایشورنس دے رہے ہیں وہ اس سلسلے میں بھی کوئی واضح بات نہیں کر سکتے کہ انہوں نے اس میں کیا پیش رفت کی ہے۔ دوسرا جو انہوں نے بتایا ہے کہ یہ بریچ آف پریویلیج نہیں ہے یہاں پر وزیراعظم کا ایشورنس دینا میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر ذرا غور کرنا چاہئے اگر وزیراعظم اور قائد ایوان کی سطح کے آدمی بھی یہاں ایک ایشورنس دیتے ہیں سینٹ کے فلور پر ' اور اس کو بھی ایفا نہیں کیا جاتا اور وہ بھی پھر ہمارا استحقاق نہیں بنتا تو پھر ہمارا استحقاق بنتا کیا ہے؟ باقی چیزوں کو جو انہوں نے گنوایا ہے وہ بہت وقت طلب چیزیں ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ڈیڑھ سال کا عرصہ اور ڈیڑھ سال کا وقت کوئی کم وقت نہیں ہے اور میں یہ بھی نہیں سمجھتا کہ حکومت کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں اور اتنے افراد کار نہیں ہیں کہ وہ یہ تیاری کر سکیں۔ یہ تیاری دو تین مہینے کے اندر ہو سکتی تھی اگر واقعی یہ سنجیدگی کے ساتھ اس پر عمل کرتے۔ میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! کہ اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

Mr. Chairman: Personally I tend to agree with the arguments which have been advanced by the honourable Minister for Justice and Parliamentary Affairs.

Firstly, it was not a Committee of the House or a Committee of the Senate. It was a Committee which was appointed by the Prime Minister himself. This is what I have stated in my previous Ruling as well. Nevertheless it was a Committee which was set up by the Prime Minister in response to the urgency and the pleadings of this very House. So, the House is also concerned and interested in the work of that Committee. So, that is No. 1.

(2) That amongst the terms of reference, I think, there were two particular issues involved. There are the terms of reference; they are four as read out by the Minister for Justice that the two important things were, whether to suggest other appropriate amendments to the Constitution and to indicate guidelines procedure and framework for review of the cases of hardships decided during Martial Law. I agree with the Minister that the time of the essence ruling that I gave was in the context of the review of the Martial Law cases only. It did not apply to the amendments which were to be suggested to the Constitution itself. For that it is true, this is time consuming, but there was an indication given even at that time that the Committee would try to bring its report and recommendations within six months, to start with, later on this was extended to one year and the latest that we have on record in which arose in the context of the privilege motion which was moved previously that the Prime Minister has now agreed to extend the time limit for the submission of the report by this Committee till June 1987.

On these basis I agree with the Minister but there is only one point. We have admitted the previous privilege motion. It is already before the privileg's Committee and that Committee is going to look into the delay in the submission of the report by the Committee particularly on the review of the Maritial Law cases or suggesting a framework for review of the Martial Law cases. The question is and I think the Minister can guide us that while reviewing the work of the Committee as a whole, should the Committee – (Privileges Committee) not look into the other aspects of the terms also as a part of the exercise which is already under way. If that is done without specifying any time limit but the Committee can come back to the House and say that this is what they have done with regard to the examination or review of the constitutional position and they would require more time for that as the Minister has now stated. But there would be some pressure on the Committee itself to finalize and finish their work within a certain

specified reasonable time (I would say) and I think the Minister can answer that particular question.

Mr. Wasim Sajjad: Yes Sir, We are going to that but I said, this will take time.

Mr. Chairman: I agree that it will take time. The only question is whether the other terms of reference should not be looked at by the Committee while reviewing or suggesting the framework for Martial Law cases.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, we will look into it if you so desire, Sir, we will look into all that. But Sir, when we met last time, we felt that this Martial Law matter should be separated from the other task because that is a matter requiring urgent attention. The other matters Sir, like provincial autonomy *etc.*, these are not small matters that we can sit down in matter of days and come out with the solution. I think it is a matter in which we required to get the views of other people trying to get a consensus and not start reopening just because we are sitting there and looking into these matters. So, I would say that the more urgent matters we will try and give the report as soon as we can. In fact we are currently engaged in this exercise. And the other matters Sir, it will take time.

Mr. Chairman: But can there be some indication of the time in which it could be possible.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, On the Martial Law matters I hope, Inshaallah, we will be coming up with something very soon Sir. But on the other matters I would say that these are not matters which we should just reopen for the sake of reopening like provincial autonomy etc. These are very important matters on which rights of provinces are involved and we will have to get the views of people. We shall have to try to get a consensus and not to just suggest but also see how others feel about it on these matters.

Mr. Chairman: Now the question is also of reporting the work of the Committee to the House that this is what they have done.

Mr. Wasim Sajjad: I don't think Sir, the report will come to the House. The Report is to be submitted to the Prime Minister.

Mr. Chairman: The government has to keep the House informed.

Mr. Wasim Sajjad: Yes Sir, we will keep the House informed.

Mr. Chairman: This is the whole point whether the report of the Committee as such comes that is immaterial.

Mr. Javed Jabbar: Point of order Mr. Chairman. However, the important question is and however complex, surely the honourable Minister can set a time frame on issues such as study of provincial autonomy and the Constitution.

Mr. Chairman: Let us draw a distinction between what Senator, Qazi Hussain Ahmad is suggesting. He is claiming that this is a breach of his privilege or a breach of privilege of the House as such. What I am trying to suggest to the House is that while this is not a breach of privilege for the reason which I have stated earlier and I would add one more to it a little later. Since a Committee is already looking into the working of this particular Committee and it has three or four terms of reference, should it not in the course of its work also look into the question as to how much more time it would take in order to comply with the other terms of reference of the Committee. This was the only point.

پروفیسر خورشید احمد: پوائنٹ آف آرڈر' جناب چیئرمین! یہ تو شاید کم سے کم بات ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلی مرتبہ جو کچھ آپ نے فرمایا تھا اس کی روشنی میں حکومت کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ اس ہاؤس میں کم از کم یہ معلومات لاتی کہ پچھلے سوا سال میں یہ کمیٹی کتنی بار ملی ہے ان موضوعات کے لئے اس نے کتنا وقت صرف کیا ہے کم از کم اتنی بات ہمارے سامنے آنی چاہئے تھی۔

جناب چیئرمین: وہی میں عرض کرتا ہوں۔ اس پر بھی پچھلی رولنگ میں مولانا کوثر نیازی صاحب یا جاوید جبار صاحب نے یہ پوائنٹ اٹھایا تھا ایک سال یا ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس کمیٹی نے ہاؤس کو یہ انفارم ہی نہیں کیا اور نہ پبلک کو انفارم کیا ہے کہ انہوں نے کیا کام کیا ہے۔ اس پر میں نے رولنگ دی تھی کہ یہ کمیٹی کے ٹرمز آف ریفرنس میں نہیں تھا یہ کمیٹی کی ذمہ داری

نہیں تھی کہ وہ اس ہاؤس کو رپورٹ کرے۔ کمیٹی نے اپنی رپورٹ پرائم منسٹر کو دینی تھی اور پھر یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ان ڈائریکٹلی بن جاتی ہے کہ وہ اس ہاؤس کو انفارم کرے کہ اس نے کیا کام کیا ہے یا کیا کام نہیں کیا ہے وہ معاملہ الگ ہے۔ لیکن اصولاً میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ جب ایک کمیٹی بٹھائی گئی ہے وہ پرائم منسٹر کو جب رپورٹ کرتی ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے پھر اس ہاؤس کو انفارم کیا جانا چاہئے کہ اس کمیٹی نے اب تک کیا کام کیا ہے کس مرحلے پر ہے اور کیا کام کرنا چاہتی ہے۔ جہاں تک ایڈمسبلٹی کا تعلق ہے ایک چیز جو میں پہلے عرض کرنا بھول گیا تھا وہ ہے رول ۵۹ (۱۲) کے تحت

The question shall relate to a specific matter and shall be raised at the earliest opportunity.

قاضی صاحب آپ کے ارشاد کے مطابق ۱۸ مہینے گزر چکے ہیں ابھی تک نہ کمیٹی کی رپورٹ آئی ہے اور نہ ہی یہ معاملہ آپ نے پہلے earliest opportunity پر ریز کیا ہے۔ پہلے چھ مہینے گزرنے کے بعد ریز کرنا تھا ایک سال کے گزرنے کے بعد ریز کرنا تھا اور سب سے latest یہ تھا کہ جب دو سینیٹرز حضرات نے یہ ایک ٹرم آف ریفرنس کے متعلق پریولج موشن پیش کی تھی تو میرے خیال میں that was latest earliest opportunity وہی بن سکتا تھا اس موقع سے بھی آپ نے فائدہ نہیں اٹھایا تو جہاں تک پریولج موشن کا تعلق ہے وہ ایڈمسبل نہیں ہے لیکن میں یہ پھر درخواست کرونگا حکومت سے کہ وہ

from time to time it should keep the House informed of the progress that Committee makes with the terms of reference which have been suggested for the committee.

قاضی حسین احمد : جناب والا! میں گزارش کرونگا کہ حکومت کا ایک مستقل طریق کار ہو گیا ہے کہ وہ کسی ایک چیز کو بھی entertain نہیں کرتی یعنی ایوان کے ساتھ اتنا تعاون بھی نہیں کیا جاتا کہ جو بات انہوں نے ایوان کے اندر کی ہے اور جو وعدے کئے ہیں ان کے بارے میں اگر چیئر بھی ان سے ایک request کرتی ہے کہ آپ مہربانی کر کے اتنا کر دیجئے کہ اس کمیٹی کی جو پروگریس ہے اور اس کی جو رپورٹ ہے اس سے انفارم کر دیں۔ اس کے بارے میں بھی یہ اتنے بخیل ہو گئے ہیں کہ اس کے لئے یہ کوئی بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اسکا

مطلب جناب چیئرمین یہ ہے کہ یہ پورے ہاؤس کو ignore کرنا چاہتے ہیں اور کسی دوسرے کی رائے کا ان کو پاس نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ جو طریقہ انہوں نے ایوان کو چلانے کا اختیار کیا ہے۔ یہ غیر جمہوری طریقہ ہے۔

جناب چیئرمین: جہاں تک بجٹ کا سوال ہے وہ ذرا بعد میں اٹھے گا کہ وہ جو کچھ میں نے ابھی عرض کیا کہ اس کے مطابق عمل کرتے ہیں یا نہیں کرتے فی الحال سوال یہی تھا کہ یہ موشن بطور پریولج موشن، ایڈمسبل ہے یا نہیں اس کے متعلق میں نے آپ کو وضاحت کر دی کہ ان وجوہات کی بنا پر جو میں نے عرض کی ہیں، وہ پریولج موشن نہیں بن سکتی۔ میرے خیال میں اگر وسیم سجاد صاحب کچھ ہاؤس کو اس پہ عرض کر دیں، کمیٹی جب سفارش کرے گی خواہ وہ مارشل لاء کے ضمن میں ہے from time to time خواہ یہ پرائم منسٹر کی کمیٹی ہے لیکن حکومت کا یہ فرض بن جاتا ہے کہ اس ہاؤس کو inform کرے کہ کیا پروگریس ہو رہی ہے انکے کام میں، کب ملے ہیں کتنی دفعہ ملے ہیں اور کیا consider کیا ہے اور آگے کیا ارادہ ہے؟

Mr. Wasim Sajjad: Sir, the Secretary Senate is maintaining a record of the meetings of the Committee and I can request him that on the next sitting he can give us in detail that how many meetings were held and what transpired in the meetings?

Mr. Chairman: No. This is the difference, and I think this is what creates a little confusion in my mind at any rate. I know what the Committee has done. I can give to the House the entire details because the Secretary of the Senate is associated with that but on the one hand where the government claims that it is not a Committee of the House, it is a Committee of the Prime Minister. The Secretary may be assisting the Committee in maintaining the record *etc.* but by virtue of that it does not become a Committee of the House and the Secretary is not entitled to divulge actually what happened. This becomes the privilege or the prerogative of the government itself to keep the House informed as to what happenes on the basis of the minutes which of course the Secretariat would prepare as they have been doing in the past?

Mr. Wasim Sajjad: Sir, I will do it.

Mr. Chairman: Thank you.

Prof. Khurshid Ahmad: Point of order, Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: جی جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: میں نے ایک تحریک التوا بھیجی تھی اس سلسلے میں کہ این۔ سی۔ سی۔ کی پریڈ کے موقع پر جن طالبات نے تلاوت قرآن پاک کے موقع پر اپنا سر ڈھانپنے کی کوشش کی ان کو اس کے اوپر نہ صرف سرزنش کی گئی بلکہ انہیں پریڈ میں شرکت کرنے اور سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کیا گیا۔ غالباً اس بنا پر کہ یہ ایک صوبے میں واقعہ پیش آیا ہے اور آپ نے اسے صوبائی سمجھا، لیکن میرے ذہن میں چونکہ این۔ سی۔ سی۔ ایک مرکزی ادارہ ہے اور اس کا پورا پروگرام مرکز ہی کے تحت ہوتا ہے اس لئے میری نگاہ میں اس مسئلے کو زیر غور آنا چاہئے کہ اس اسلامی ملک میں قرآن پاک کی تلاوت کے موقع پر اگر طالبات اپنا سر دوپٹے سے ڈھانپتی ہیں تو اس کو ایک جرم سمجھا جاتا ہے اور انہیں اس کی سزا دی جاتی ہے، ہنگامہ اس کے اوپر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ پھر ایک لڑکی واک آؤٹ کرتی ہے اور سرٹیفکیٹ نہیں لیتی کہ میں اپنا سر ضرور ڈھانپوں گی یہ ایک مرکزی موضوع ہے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! کئی دفعہ یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ chair کے decisions اس طریقے پر ہاؤس میں Raise نہیں کئے جا سکتے۔ اگر آپ کو اس کے متعلق کچھ اور وضاحت کی ضرورت ہے تو بسر و چشم آپ تشریف لائیں میں آپ کو بتا دوں گا، لیکن چونکہ یہ معاملہ اب آپ نے اٹھایا ہے۔ یہ نہ صرف ایک پراونشل معاملہ تھا بلکہ پراونشل وزیر کے نوٹس میں بھی لایا گیا ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کے متعلق صحیح ایکشن لے گا۔ تو اسکی یہاں پر بحث کرنے کی نہ ضرورت تھی نہ یہ ایڈجرنمنٹ موشن بن سکتی تھی۔

بہرحال اگر چیئر کی رولنگ کسی کو پسند نہیں تو میں دوبارہ عرض کروں گا کہ وہ اسکی وضاحت مجھ سے یا سیکرٹریٹ سے چیمبر میں یا اس ہاؤس سے باہر ہی طلب کر سکتے ہیں۔

ایڈجرنمنٹ موشنز، نمبر ۳ جناب مولانا کوثر نیازی صاحب کی ہے۔

ADJOURNMENT MOTIONS
(I) *RE*: ADVANCING OF LOANS BY THE NATIONALIZED BANKS TO INFLUENCED PERSONS

مولانا کوثر نیازی: جناب میری تحریک یہ ہے کہ "روزنامہ جنگ" لاہور کی ایک خبر کے مطابق پاکستان کے بعض با اثر افراد کے ذمے اس وقت ۳۰ ارب روپے کے قرضے

[Maulana Kausar Niazi]

واجب الادا ہیں اور ابھی حال ہی میں اس سلسلے میں بینکنگ کونسل نے بنکوں سے کوائف طلب کئے ہیں جنہیں بنک حکام صیغہ راز میں رکھ رہے ہیں اس سلسلے میں وزارت قانون اور وزارت خزانہ کے مابین کوئی قانونی کارروائی کرنے یا نہ کرنے پر بھی مشورے جاری ہیں۔ یہ مسئلہ قومی اہمیت کا حامل ہے 'لہٰذا میں تحریک کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر اسے زیر غور لایا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Wasim Sajjad: Yes, Sir.

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ اس ایوان میں اور قومی اسمبلی میں بھی یہ مسئلہ اٹھایا جا چکا ہے کہ بہت سی بڑی پارٹیوں' بہت سے بڑے بڑے صنعتکاروں' جاگیرداروں 'اور زمینداروں کے ذمے جو لاکھوں روپے کے قرضے واجب الادا چلے آرہے تھے انہیں رائٹ آف کر دیا گیا ہے اور جب بھی قومی اسمبلی اور سینٹ میں یہ تفصیل پوچھی گئی کہ ان حضرات کے کم سے کم نام ہی ایوان میں پیش کر دیئے جائیں تو یہ کہا گیا کہ یہ سیکریسی کے خلاف ہے اور بنکوں کے جو قوانین ہیں وہ اس طرح کے معاملات کو صیغہ راز میں رکھتے ہیں۔ لہٰذا ان ایوانوں کو وہ نام جاننے کا حق حاصل نہیں ہے۔ ابھی ان الفاظ کی صدائے ارتعاش فضا میں ختم نہیں ہوئی تھی کہ اب دوبارہ یہ خبر آگئی ہے کہ بہت سے اور با اثر افراد ابھی ایسے باقی ہیں جن کے ذمے ۳۰ ارب روپے کے قرضے واجب الادا ہیں۔ اور انہیں بھی رائٹ آف کرنے کا مسئلہ اس وقت بنکوں کے زیر غور ہے۔ یہ بنک اگر پرائیویٹ بنک ہوتے تو اس ہاؤس کو اس سے چنداں سروکار نہ تھا لیکن اب یہ نیشنیلائزڈ بنک ہیں اور ان کا تعلق قومی خزانے سے ہے اور قومی خزانے میں سے ۳۰ ارب روپے بعض بڑے بڑے با اثر لوگوں کے ذمے یک قلم ختم کر دینے کا معاملہ ایسا نہیں ہے جسے اس ایوان میں آسانی سے نظر انداز کر دیا جائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مراعات یافتہ لوگ ہیں اور سیاسی وجوہ سے بھی اور بعض دوسرے وجوہ سے بھی ان لوگوں کو مسلسل نوازا جا رہا ہے اور یہ قومی خزانے کے ساتھ جو بیت المال کا درجہ رکھتا ہے اس اسلامی حکومت' مزعومہ اسلامی حکومت کے تحت اسکے ساتھ یہ معاملہ' نا انصافی ہے اور اس پر بوجھ ہے لوگ جو پہلے ہی پسے ہوئے ہیں ان کے ساتھ اس طرح کی زیادتی کی اس ایوان کو اجازت

نہیں دینی چاہیئے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ بہت اہم ہے اس کا قومی خزانے سے تعلق ہے اور اس پر ایوان میں ضرور بحث ہونی چاہیئے۔ تاکہ اس طرح کے اقدامات کا سدباب کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب وسیم سجاد صاحب۔

Mr. Wasim Sajjad: Sir, I am opposing this motion on several grounds. Firstly, in the adjournment motion Maulana Sahib has said

روزنامہ جنگ لاہور کی ایک خبر کے مطابق

Usually, Maulana Sahib being very familiar with the parliamentary practices should have given the date of the newspaper, in which the report appeared. He has not done so this time and I feel that perhaps the date is much earlier than the date of receipt of this adjournment motion in the Senate on the 16th of February, 1987, but I would like the Secretariat to check because from this document, which I have before me, it is not possible for me to say what exactly was the date on which this report appeared? But it appears to me Sir, the inference I draw is that Maulana Sahib has not furnished the correct particulars because if he had, we would have been able to examine its admissibility on that ground also.

Mr. Chairman: I think, before you proceed further I can tell you that this news item appeared in 'Jang' of 6th January.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, I was quite right.

Mr. Chairman: You are not quite right because the notice was received on the 7th of January, this unfortunately has been postponed from one sitting to another, in fact, from one session to another.

Mr. Wasim Sajjad: Received on 7th of January, Sir.

Mr. Chairman: 7th of January.

Mr. Wasim Sajjad: Then it was received immediately after the report appeared.

Mr. Chairman: Exactly.

Mr. Wasim Sajjad: But Sir, the question is not the receipt of the newspaper report or appeared in the newspaper. The question is that if there are certain loans outstanding against some influencial persons then that must be over a period of years. It is not since over night some one took a loan of 30 hundred crores and then the matter was reported in the press.

Secondly Sir, the question of بعض با اثر افراد which is very vague, who is با اثر whether it is politically با اثر , officially با اثر , agriculturaly با اثر or economically با اثر . How can any one determine from this phrase با اثر as to who is being mentioned, who is being referred to, in this adjournment motion, because from the phrase itself it is impossible to determine in what particular category the mover of the adjournment motion is referring. Then at the same time in his explanation he has said the loans have been written off. Here Maulana Sahib says کہ انکے ذمے ہیں اگر ذمے ہیں then they have not been written off. So there is a contradiction. Then Sir, it is not a matter of recent occurrence, it is not a matter of urgent public importance it may be a matter of importance but not of urgent public importance. Then it does not deal with one definite issue. In fact it deals with so many vague issues. We just want to know as what to discuss if this matter was to brought up for discussion which با اثر افراد if it was one particular individual, one particular case. It would be possible for the government to respond towards it and say against this particular individual, this is the outstanding and this is the method we have adopted to recover this but to say با اثر افراد کے ذمے یہ ہیں we just don't know what he is going to refer. Then Sir, it is not one definite issue from where after talking of the loans outstanding against certain people, the mover of the adjournment motion goes to کہ بنک نے صیغہ راز میں کچھ چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔ Now that is another separate issue. We have not kept it secret. This is the requirment of the law and previously also this matter was brought up before this House. There is provision of Section 12 in the Banks Nationalization Act 1974 which provides that every bank shall observe practice and usages customary among bankers and that the bank shall not divulge any information relating to the affairs of its clients except in circumstances in which it is in accordance with the law or practice and usages customary amongst bankers necessary or appropriate for a bank to divulge such information. I would also like to refer Sir, to the

book Banking Law and Practice by M.L. Tanan which is an authoritative book where it says, banking obligations, secrecy of the customers account as a disclosure of matters relative to the customers financial position may do a considerable harm to his credit and in business the banker should take scrupulous care not to disclose the state of his customers' account and section 94 CRPC which relates to the production of documents in similar cases under the Ordinance the presiding officer of a Court provides that no officer shall issue any order requiring the production of any document other than which is in the custody of the bank or banker as defined in the banker's book or Evidence Act.

So this is a matter Sir, which deals with, as I said, several issues and does not deal with one definite issue. It does not deal with the matter which is of urgent importance. It is not a recent occurrence. So, Sir, on all these grounds I would say this motion may kindly be ruled out of order.

Qazi Hussain Ahmad: Point of order, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Please.

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! جناب وزیر عدل وانصاف نے جس طرح کے دلائل دے کر اس تحریک التوا کی مخالفت کی ہے۔ انہی دلائل اور اسی طریقہ کار کی وجہ سے ہمارا عدل کا سارا نظام بازیچہ اطفال بن گیا ہے۔ اسی طرح کے دلائل سینٹ میں بھی دے کر یہ سینٹ کی کارروائی کو بھی اسی ڈگر پر چلانا چاہتے ہیں۔ سینٹ میں بات اٹھانے کی سپرٹ یہی ہوتی ہے کہ ایک ارجنٹ ایشو ہے جس سے سارا ملک متاثر ہے۔ تیس ارب روپے کے قرضے لوگوں کے ذمے ہیں' اخبارات میں خبر آگئی ہے' یہ کتنی مدت میں ہوا ہے' بینکرز نے کتنی مدت میں کیا ہے۔ ہمارے سامنے تو ایک اہم خبر فوری طور پر آگئی ہے۔ اس کو ٹیکنیکل طریقے سے اڑا دینے سے سینٹ بازیچہ اطفال بن جائے گا۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب جہاں تک آپ کے ارشاد کا تعلق ہے' مجھے افسوس ہے کہ مجھے اس سے اختلاف ہے۔

مولانا کوثر نیازی: پوائنٹ آف آرڈر جناب! رولنگ عطا فرمانے سے پہلے میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں پہلے میں ان کا جواب دے لوں۔

مولانا کوثر نیازی: آپ پھر رولنگ دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں، میں رولنگ نہیں دوں گا۔ میں انتظار کروں گا کہ وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے اس کا بھی آپ جواب دے دیں۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا تھا کہ ہر کام کے لئے ایک طریقہ کار ہے۔ عبادات کو ہی لیجئے۔ کہیں سنتیں کسی وقت فرائض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں اور کبھی بعد میں پڑھی جاتی ہیں۔ کبھی معاف بھی کی جاتی ہیں اگر ضرورت ہو۔ اگر آپ کسی موضوع پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو اس کے کئی طریقہ ہائے کار ہیں۔ لیکن تحریک التوا کے متعلق اسی ایوان نے اپنے قواعد و ضوابط بنائے ہیں اور انہی کی روشنی میں یہ جج کرنا پڑتا ہے کہ آیا وہ تحریک التوا بن سکتی ہے یا نہیں بن سکتی۔ تو اتنی سی عرض ہے۔ اب مولانا صاحب اسی پر پھر اپنے دلائل دیں کہ جو وزیر محترم نے فرمایا ہے قواعد کی روشنی میں، کہ کیسے یہ ایک تحریک التوا کا موضوع بن سکتی ہے۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! آپ کے فاضلانہ ریمارکس کے بعد چیئرمین کا ذہنی رجحان تو معلوم ہو گیا ہے کہ اس تحریک کا کیا حشر ہو گا۔ لیکن بہرحال انتصال امر کے طور پر میں یہ عرض کروں گا کہ میرے فاضل عزیز کے جو دلائل ہیں، مجھے افسوس ہے کہ وہ بالکل بے محل ہیں۔ تاریخ داخلہ کے ضمن میں تو آپ نے خود ہی clarify کر دیا کہ ۶ جنوری کو میں نے یہ خبر چھپتے ہی اگلے ہی دن یہ تحریک داخل کر دی۔ اس لئے ان کا یہ اعتراض بے محل ہے۔ دوسرا اعتراض انہوں نے یہ کیا کہ میں نے با اثر افراد کے نام نہیں لکھے۔ یہی تو میں رونا رو رہا ہوں اس کے اندر، کہ بینکنگ کونسل والے نام نہیں بتاتے اور وہ خود ان قواعد و قوانین کا حوالہ دے رہے ہیں جس میں secrecy کو ملحوظ رکھنا از روئے قانون بنکوں کا استحقاق ہے۔ پھر میں کہاں سے با اثر افراد کے نام لے کر آؤں اور آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کروں؟ تیسری بات انہوں نے یہ کہی کہ یہ ارجنٹ تو ضرور ہے، یہ مسئلہ امپارٹنس تو ضرور رکھتا ہے لیکن ارجنٹ امپارٹنس کا نہیں ہے۔ جناب والا! ارجنٹ اس کی امپارٹنس ان لوگوں سے پوچھئے جن غریبوں کو صبح کا میسر ہے تو شام کا میسر نہیں اور جن کو یہی خیال ہوتا ہے کہ کل جو آنے والا ہے اس میں ہم کیا کھائیں گے۔ تو تیس ارب روپیہ جس غریب قوم کا اس طرح معاف کرنے کے مسئلے پر یوں کھلم کھلا غور ہو رہا ہو اور داد و دہش کے دروازے کھل رہے ہوں تو اس غریب قوم کے لئے تو یہ بہت ہی

ارجنٹ امپارٹنس کا مسئلہ ہے۔ اب اپنا اپنا زاویہ نظر ہے۔ آپ کو یہ مسئلہ ارجنٹ نظر نہیں آتا۔ لیکن جو آدمی man of the street ہے۔ اس کے نزدیک یہ بہت ہی ارجنٹ امپارٹنس کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! دلائل میں تو کوئی جان نہیں ہے۔ الا یہ کہ آپ ہی ان کی کمک کو پہنچیں اور کوئی رولنگ ایسی عطا فرمائیں جو مبنی بر قواعد ہو مستحکم ہو۔ جس سے یہ تحریک ختم ہو جائے وگرنہ ان کے قواعد اور پیش کردہ دلائل میں، معاف کریں، تمام تر احترام اور محبت کے باوجود، میں یہ کہتا ہوں کہ ان میں کوئی جان نہیں ہے۔

Mr. Wasim Sajjad: Sir, there is one information I think which may be useful to give to the House. The total outstandings of the five nationalized banks on 30-6-1986 are :

Total	: :	Rs. 113300.6 million
Overdues		Rs. 20138.04 million

These overdues do not come to تیس ارب and the overdues as percentage of the outstandings are 17.77% and out of this Sir, further break-up; the public sector outstandings are 43795.6 million rupees and private sector outstandings are 69505 million rupees, overdues in the Public Sector are 8165.8 million rupees which is 18.64% and in the Private Sector are 11972.24 million rupees which is 17.22% of the outstandings.

جناب چیئرمین: جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: قبل اس کے کہ میں اس قانونی مسئلے پر کچھ عرض کروں جو فیکٹس ابھی دیئے ہیں محترم وزیر عدل نے، اس میں جو total dues outstandings ہیں لیکن written off نہیں آئے اور غالباً جو سوال زیر بحث ہے اس میں کوئی dimension written off کی بھی ہے۔ اگر وہ معلومات کر لیں تو شاید اس کے بعد تصویر مکمل ہو جائے۔

جناب چیئرمین: یہاں written off کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: معاف کر دینے کے معنی تو یہی ہیں۔

جناب چیئرمین: معاف کرنے کا بھی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ مولانا صاحب نے اپنی تشریحات میں اس کا اضافہ کر دیا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: میں اب قانونی بات عرض کروں گا۔ دراصل جو قانونی سہارا لیا ہے وزیر عدل نے کہ اپنے قانون کے اعتبار سے بھی اخفا بنکوں کی ذمہ داری ہے۔ اور بینکنگ اتھارٹیز بھی یہ کہتی ہیں کہ وہ اپنے اور کلائنٹ کے معاملات کو اپنے تک محدود رکھیں اور باہر نہ لائیں۔ یہ ایک بڑا اہم نکتہ ہے اور اس کے اندر بڑی مصلحتیں ہیں اور عمومی طور پر یہی بات ہے لیکن اگر قانون کے الفاظ پر غور کریں، تو اس کے اندر دو key words ہیں، ایک یہ کہ سیکریسی قانون کے مطابق اور دوسری بینکنگ کسٹمز کے مطابق، بینکنگ کسٹمز میں، آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ سیکریسی کو maintain کرتے ہوئے بھی انکم ٹیکس کے لئے، income tax purposes بنکس ناموں کے ساتھ یہ بتاتے ہیں کہ کتنا سود، کس کو دیا گیا۔ ایک خاص حد سے زیادہ، ہمارے ملک میں بھی انگلستان میں بھی اور دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ سیکریسی دنیا میں سب سے زیادہ سوئیزرلینڈ کے بنک برتتے ہیں لیکن گذشتہ پانچ سال سے، بالخصوص سیاسی وجوہ سے جن لوگوں نے اپنے پیسے وہاں رکھے ہیں، اور اس کے بعد متعلقہ حکومتوں نے انقلابات کے بعد، اس سرمایہ کو ٹریس کرنے کی کوشش کی ہے تو سوئیزرلینڈ نے بھی سیکریسی کے بارے میں اپنے وہ قوانین بدل دیئے ہیں اور انہوں نے اس سلسلے میں معلومات دی ہیں۔ اس پر ان کی پارلیمنٹ میں بحث ہوئی ہے، اس کے اوپر نظائر موجود ہیں۔ امریکہ سے سب سے پہلے ان کی controversy شروع ہوئی۔ دوسرے ممالک سے ہوئی، ایران کے معاملے میں ہوئی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ملک میں پبلک کے سرمایہ کے بارے میں کہ جو کچھ افراد کو دیا گیا ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اگر genuine economic failures کی بنا پر قرض معاف کیا گیا ہے تو ٹھیک ہے، اسے condone کیا جائے لیکن اگر اس کو سیاسی رشوت کے طور پر استعمال کیا گیا ہے، اور یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ اس ملک میں زرعی قرضے، کمرشل قرضے ان مقاصد کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ایک حد سے باہر دیئے ہوئے قرضوں کے بارے میں ایک انکوائری ہو، اگر اسے ہاؤس میں آپ نہیں لانا چاہتے تو اسے ہاؤس کی کمیٹی میں پیش کریں یا کوئی اور راستہ نکالیں بہرحال پبلک میں اعتماد ہونا چاہئے کہ بنکوں میں جو لوگوں کا سرمایہ ہے اسے انہوں نے سیاسی اغراض کی بنا پر یا غلط طور پر استعمال نہیں کیا۔ اصل مسئلہ یہ ہے۔ اس پر محض ان الفاظ سے پردہ نہیں ڈالا جا سکتا جو کہ وزیر عدل نے ارشاد فرمائے ہیں۔

بینکنگ لاء اور بینکنگ کسٹمز، دونوں میں اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ ان کے قواعد کے تحت انکوائری کی جا سکتی ہے اور خاص لیول کے اوپر ان معلومات کو share کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! پیشتر اس کے کہ میں رولنگ کی طرف آؤں جس نیوز آئٹم پر یہ ایڈ جرنمنٹ موشن base کرتی ہے وہ میں آپ کو پڑھ کر سناؤں اس کے بعد آپ اندازہ لگا سکتے کہ کس حد تک یہ ایڈ جرنمنٹ موشن بن سکتی ہے یا نہیں بن سکتی۔

لاہور (کامرس رپورٹر) پاکستان میں نجی شعبے کے متعدد با اثر افراد کے ذمے قومی بنکوں کے تقریباً ۳۰ ارب روپے سے زائد کے واجبات مختلف قرضوں وغیرہ کی شکل میں واجب الادا ہیں۔ اس سلسلے میں پاکستان بینکنگ کونسل کی ہدایات پر مختلف بنکوں سے کوائف طلب کئے گئے جنہیں بنک حکام راز میں رکھ رہے ہیں۔ بنکوں کے قریبی ذرائع کے مطابق سندھ اور پنجاب کی بڑی بڑی پارٹیوں کے ذمے زیادہ رقوم واجب الادا ہیں ان ذرائع کے مطابق 'ان پارٹیوں کے نام افشا کرنے کے لئے وزارت خزانہ کے توسط سے وزارت قانون سے بات چیت جاری ہے تاکہ وصولی کے قانون میں مناسب ترمیم کر کے بڑی بڑی رقوم ادا نہ کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جا سکے۔ ان ذرائع کے مطابق بینکنگ کونسل ان قرضوں کی وصولی کے لئے بہت جلد نئے اقدامات اٹھانے کے لئے غور کر رہی ہے۔

پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ جیسے مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کو معاف کیا گیا ہے جس سے ان کا بوجھ غریب عوام پر پڑے گا۔ یہ کم از کم اس نیوز آئٹم کے مطابق صحیح نہیں ہے۔ اس میں ذکر ہے صرف واجب الادا ہونے کا اور واجب الادائیگی کی جو رقم ہیں، وہ وزیر محترم نے ابھی آپ کو سنا دی ہیں۔ میں ان کو دوبارہ repeat نہیں کرنا چاہتا۔ ایک تو یہ صحیح نہیں ہے کہ ان کو قرضے معاف کئے گئے ہیں، بلکہ یہ واجب الادا ہیں۔ دوسرا نکتہ جو ہے وہ یہ ہے کہ یہ قرضے جن پارٹیوں کے خلاف ہیں، میں اسے زیادہ وقعت نہیں دوں گا کیونکہ پارٹیوں کے نام نہیں دیئے، اس لئے یہ تحریک weak ہو جاتی ہے۔ اگر قانون کے مطابق پارٹیوں کے نام صیغہ راز میں رکھنے ہیں تو افشا ہونے کا سوال ہی نہیں اٹھتا لیکن اس میں جو ضروری چیز ہے وہ آگے آتی ہے کہ وزارت قانون سے بات چیت جاری ہے تاکہ وصولی کے قانون میں مناسب ترمیم کر کے بڑی بڑی رقوم ادا کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جا سکے۔ اب یہاں پر دو چیزیں

[Mr. Chairman]

سامنے آتی ہیں ایک تو جیسے وزیر قانون نے فرمایا' جو کہ بالکل صحیح ہے کہ اگر ۳۰ ارب کی رقم ہے یا اس سے زائد رقم ہے تو یہ ظاہر ہے کہ ایک دن میں جمع نہیں ہوئی۔ یہ ایک مفید continuing مسئلہ ہے' ایک مسلسل عمل ہے۔ آپ بنکوں کی پالیسی کو' یا یہ جو قرضے وغیرہ دیتے ہیں'

loans or credit policies of the banks that can be discussed but under a resolution under Rule 187 and not through an adjournment motion because it becomes a continuing affair. These outstanding loans whether they are overdue or not overdue must have been accumulated over a period of time. In fact this is the main purpose of the banks and this is also one of the continuous struggle which banks have to undergo as how to recover their outstanding and pending dues. For that they have to make separate provisions also and I need not go into those details but the point here is that whatever the Banking Council wants that can only be remedied by legislation. There we come across two of the conditions of admissibility. One is, as I stated earlier, that it should be a matter of recent occurrence. It is not a matter of recent occurrence, it is a continuing affair.

No. 2, it shall not deal with a hypothetical case. Now for the time being the loans have not been written off. These are ' واجب الادا ' and the Banking Council according to this news item itself is making every effort to recover them.

The third point is that it shall not relate to a matter which can only be remedied by legislation. Now, if you want to improve the system of recovery of outstanding or overdue loans that requires an amendment in law. So, it cannot be brought through an adjournment motion. It has to be a separate motion of a different type. Further, if you want that these names should be disclosed and for the time being the law stands in the way of that disclosure, here again the law will have to be changed before any thing can be done.

So, for these reasons, since this is a matter which can only be remedied by legislation, the adjournment motion is ruled out of order.

Next is in the name of Maulana Kausar Niazi.

(II) *RE:* INDIAN PLANE FITTED WITH BUGGING DEVICES AND CAMERAS USED BY THE PAKISTANI DELEGATION FROM NEW DELHI TO ISLAMABAD.

مولانا کوثر نیازی : سکھ لیڈر ڈاکٹر جگجیت سنگھ چوہان نے دعویٰ کیا ہے کہ نئی دہلی میں مذاکرات کرنے کے بعد پاکستانی وفد بھارتی وزیر اعظم کے جس خصوصی طیارے میں واپس اسلام آباد پہنچا تھا' اس میں سراغ رسانی کے مقاصد کے لئے خفیہ کیمرے نصب تھے اور اس طیارے نے پاکستان کے سفر کے دوران پاکستانی علاقوں پر نیچی پرواز کر کے حساس اور انتہائی اہم مقامات کی تصاویر بھی لیں' ڈاکٹر چوہان نے بتایا ہے کہ یہ اطلاعات انہیں براہ راست نئی دہلی سے ملی ہیں۔ ڈاکٹر چوہان کا یہ انکشاف دفاعی نقطہ نظر سے پاکستان کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ لہٰذا میں تحریک کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین : جناب زین نورانی صاحب' آپ مخالفت کرتے ہیں؟

Mr. Zain Noorani: Opposed

جناب چیئرمین : آپ تشریح کر لیں۔

مولانا کوثر نیازی : ڈاکٹر جگجیت سنگھ کا یہ بیان پاکستان وفد کی واپسی کے اگلے ہی روز اخبارات میں شائع ہوا اور یہ شہ سرخیوں سے شائع ہوا' اور صفحہ اول پر شائع ہوا۔ یقیناً یہ خبر دفتر خارجہ کے حکام اور جناب وزیر اعظم کی نظر سے بھی گزری ہوگی۔ اتنے اہم بیان کے بارے میں دفتر خارجہ نے کوئی کمنٹس نہیں دیئے جس سے یہ شک و شبہ پیدا ہو گیا کہ ڈاکٹر چوہان کا یہ بیان واقعی حقیقت پر مبنی تھا اس لئے کہ اس کی تردید نہ تو ہمارے وزیر مملکت نے کی اور نہ ہی انڈیا فارن آفس کے ترجمان نے کی۔

Mr. Zain Noorani: Sir, is this about admissibility? I thought it has not been admitted as yet. So the honourable senator first has got to make out his case for its admissibility and not about whether I contradicted a 'بیان' or not.

Mr. Chairman: I think he is trying to demonstrate how important this particular issue was.

Mr. Zain Noorani: Even if it is important, it does not qualify the honourable Senator to go into the facts of the case.

Mr. Chairman: I think it is to be established that the matter is of urgent public importance.

مولانا کوثر نیازی: شکریہ! جناب چیئرمین، میں عرض کر رہا تھا کہ اس ضمن میں کوئی تردید نہ آنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ بیان مبنی بر حقیقت تھا کیونکہ اس کو چیلنج نہیں کیا گیا اور اگر یہ مبنی بر حقیقت ہے تو اس سے زیادہ غفلت کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم محض اسی بات پر خوش ہو جائیں کہ ہمیں بھارت کے وزیر اعظم کے خصوصی طیارے میں سفر کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اور ہمیں یہ اندازہ نہ ہو کہ یہ دام ہم رنگ زمین ہے جو ہمارے لئے بچھایا گیا ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے دفاعی معاملات مجروح ہو سکتے ہیں اور معرض خطر میں پڑ سکتے ہیں، یقیناً یہ مسئلہ بہت اہم ہے، ملک کے دفاع کے نقطہ نظر سے اہم ہے ملک کی سلامتی کے نقطہ نظر سے بڑا اہم ہے اور اس کی حقیقت، تردید نہ کر کے فارن آفس نے شک و شبہ سے بالاتر کر دی ہے۔ لہٰذا میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس مسئلے پر اس ہاؤس میں سیر حاصل بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب زین نورانی صاحب۔

Mr. Zain Noorani: Mr. Chairman Sir. I again repeat that no case has been made out according to the rules to qualify this notice for admission as an adjournment motion. Whether I contradicted a statement issued by Dr. Jugjeet Singh or not does not make it important. Whether the foreign office contradicted it or not, does not make it important. It does not add to any qualification by which it could be admitted over here. It does not make it a matter of urgent public importance by any way by not having given a contradiction. The foreign office did not give a contradiction because the foreign office was under the impression and is still under the impression that the people of Pakistan and their elected representatives will realize that Dr. Jugjeet Singh who has an axe to grind against the Government of India is trying to draw Pakistan into an issue which is their internal matter. The difference of Dr. Jugjeet Singh and his community alongwith the Government of India a crude attempt is being made by way of a hypothetical or rather an imaginary unfounded, unproved allegation that that plane contained the device neither is Dr. Jugjeet Singh a military expert to watch for it nor could he have within a day, as the honourable member said, known as to whether the cameras were fitted in that plane or not fitted. It is merely an inference on the part of the

Dr. Jugjeet Singh at best if we give him a benefit of doubt. Therefore, it certainly does not qualify under any qualification to be a subject matter of an adjournment motion. However, in view of the fact that certain observations have been made by the learned Senator, I would like to add over here that I am sure he as well as the rest of us including you Sir are aware that all foreign aircrafts including this one when flying over Pakistani territory are allocated specified air-corridors, which preclude their flights over sensitive areas. All such aircrafts must also fly at an altitude specified by the air controlling authorities in Pakistan. They can not fly at a lower altitude of their own choice. In view of these normal rules and regulations to which the special Indian plane was also subjected there is no likelihood of a compromise of our national security. Therefore, Sir, I once again say that this matter is one which is based on inferences of Dr. Jugjeet Singh wherein he has not mentioned what evidence does he have to make these assertions. He says that he learnt direct from Dehli. From whom? From the *Pan Berri* shop in Dehli. From whom has he learnt it? So, this is not a matter of the urgent public importance but somebody is trying to drag Pakistan into internal fight of their own and therefore, I hope Sir, that you would be kind enough to rule it out of order. I thank you Sir.

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! جناب وزیر مملکت نے فرمایا کہ وہ اس تاثر کے تحت اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے کہ ڈاکٹر چوہان چونکہ عداوت رکھتے ہیں انڈیا سے اور وہ اپنی اغراض کے تحت اس طرح کا کوئی بیان جاری کر سکتے ہیں اس لئے اس طرح کے بیان کی کوئی وقعت نہیں ایسا مسئلہ جو ملک کی سلامتی سے متعلق ہو محض ایک تاثر اور impression کے تحت اسے مسترد کر دینا مناسب نہ تھا۔ حکومت پاکستان کا فرض تھا کہ اس سلسلے میں کم سے کم وہ انکوائری کرتی اور فاضل وزیر ہمیں یہ کہتے کہ اس انکوائری اور اس تحقیقات کے نتیجے میں یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ یہ بیان بے بنیاد ہے لیکن انہوں نے کوئی انکوائری کرنے کی توزحمت گوارا نہیں کی محض ڈاکٹر چوہان اور انڈین گورنمنٹ کے درمیان جو مخاصمانہ جذبات ہیں ان کی بنیاد پر اس بیان کو شروع ہی سے انہوں نے قابلِ رد قرار دے دیا۔ پھر ان کا یہ فرمانا کہ جو بھی طیارہ آتا ہے اس کے لئے یہ قواعد ہیں یہ ضوابط ہیں، مجھے اس پر تعجب ہے کہ اس طیارے میں آنے کی ضرورت ہی کیا تھی، کون سی ایسی urgency تھی، وہ کہتے ہیں یہ urgent مسئلہ نہیں ہے، میں کہتا

[Maulana Kausar Niazi]

ہوں وفد کے پاکستان میں اسی دن واپس آنے کی کون سی جلدی تھی' اگلے دن 'اس سے اگلے دن 'پی آئی اے کے طیارے پر وہ آسکتے تھے' کیوں ہم بہک جاتے ہیں ذرا سی مہربانی پر غیر کی' کہ بخال ہندواش بخشم سمرقند و بخارا را' یہ ہمارے جذبات ہو جاتے ہیں کہ وزیر اعظم صاحب نے خصوصی طیارہ دے دیا ہے تو ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں' واضح نظر آتا ہے کہ کبھی پہلے وہ اتنے مہربان نہیں ہوئے' اب کیوں یہ خصوصی طیارہ دیا جا رہا ہے جو کبھی ہمارے کسی آدمی کو آج تک' کسی ہمارے سربراہ کو' کسی ہمارے وزیر اعظم کو' کسی ہمارے وزیر کو نہیں دیا گیا تو کہیں اس کے اندر کوئی بات چھپی ہوئی تو نہیں ہے۔ تو یہ ساری باتیں ایسی تھیں کہ کم سے کم ان کے پیش نظر فارن آفس کو انکوائری کرنی چاہئے تھی لیکن وہ کہتے ہیں کہ نہیں اس لئے قابل رد ہے کہ ڈاکٹر چوہان، حکومت ہندوستان کے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ urgent importance کا مسئلہ نہیں ہے' ملک کی سلامتی اور دفاع اگر urgent importance کی بات نہیں ہے تو پھر اور کون سا مسئلہ urgent importance تھا۔ یہ تھا کہ اگلے ہی دن اسی دن وفد واپس آجائے' بہرحال مجھے اس تحریک پر اصرار ہے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اہم قومی مسئلے سے متعلق ہے اور اس پر ایوان میں ضرور بحث ہونی چاہئے۔

Mr. Chairman: The facts are denied. The Minister has categorically stated that the safety and integrity of the country has never been endangered because of the drill which has been prescribed for foreign flights over Pakistan territory. To my way of looking at the adjournment motion in that it is based on inferences, surmises and conjecture and not based on facts. So, for these reasons I have to rule it out of order.

تحاریک التوا کا آدھا گھنٹہ ختم ہو گیا ہے۔ دوسری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

THE ENFORCEMENT OF SHARIAH BILL, 1986

Mr. Chairman: Further consideration item No. 2 of the following motion moved by Qazi Abdul Latif and Maulana Sami-ul-Haq on the 6th of July 1986:—

> "that the Bill to enforce Shariah in the country. [the Enforcement of Shariah Bill, 1986] be taken into consideration."

اس پر پہلی خواندگی ابھی جاری ہے ' مولانا سمیع الحق صاحب نے جو کہ اس بل کے ایک محرک ہیں انہوں نے اپنی اختتامی یا جوابی تقریر کو آج مکمل کرنا ہے لہٰذا وہ مہربانی کر کے وہاں سے شروع کریں جہاں سے انہوں نے پچھلے اجلاس میں ختم کیا تھا' جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمان الرحیم ' جناب چیئرمین صاحب! جناب میں نے اپنی گزارشات کے اختتام میں یہ عرض کیا تھا کہ بل کے ذریعے ہم عدالتوں کو قرآن وسنت کے مطابق فیصلے کرنے کا پابند بنانا چاہتے ہیں اس کے بارے میں کچھ خدشات اور مشکلات بیان کی گئی ہیں اور بہت سے دوستوں نے ان مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ تو اس وقت میں عرض کر رہا تھا کہ ایک طریق کار تو یہ ہے کہ مدون قانون ' کوڈیفائڈ قانون کسی عدالت کے سامنے رکھا جائے اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ عدالت کو قرآن وسنت اور اسلامی احکام کی تعبیر وتشریح کا حق دیا جائے اور قانون موضوعہ اس کے سامنے نہ ہو۔ دونوں صورتوں میں کچھ مشکلات بیان کی گئی ہیں کہ اگر ان کو کلی اختیار دیا جائے تو ان کو چونکہ اسلامی علوم کے اوپر مہارت نہیں ہے اور اسلامی قوانین کا جو اصل سرچشمہ ہے وہ اکثر عربی میں ہے تو اس طرح شاید وہ صحیح فیصلے نہ کر سکیں۔ دوسری صورت یہ تھی کہ ہم قوانین مدون کر کے ان کے سامنے رکھیں۔ اس میں یہ مشکلات سامنے آتی ہیں کہ قوانین کی تدوین اگر ہم از سرنو شروع کریں اور جیسے کہ پارلیمانی نظام مروج ہے اور پھر پارلیمنٹ کے سامنے ان قوانین کی منظوری کا سارا سلسلہ چلتا رہے تو دو تہائی اکثریت درکار ہو گی اور پھر یہ ہے کہ جو مسودہ سامنے آئے گا اس پر پہلی خواندگی پھر دوسری خواندگی ہو گی پھر تیسری خواندگی ہو گی اور پھر ترامیم در ترامیم آئیں گی ہم نے دو سال میں دیکھا ہے کہ ہم نے کتنے قوانین اور بل ان مراحل سے گزارے اور شاید وہ ان مدون دفعات کو منظور کرے بھی یا نہ کرے اور اگر کرے بھی تو اس کیلئے عمر نوح اور صبر ایوب درکار ہو گا۔ چالیس سال ہم نے ایسے گزار دیئے ہیں اگر تدوین کا یہ سارا سلسلہ از سرنو پھر پارلیمنٹ سے گزارا جائے تو اس کے لئے غیر معینہ مدت شاید صدیوں تک ہمیں انتظار کرنا پڑ جائے اور ہم اسلامی قوانین کی طرف پیش رفت نہ کر سکیں یہاں تلور کے شکار پر پابندی کا مسئلہ دو سال تک چلتا رہا اور قومی اسمبلی نے مسلسل اس مسئلے پر قیمتی سرمایہ اور وقت ضائع کیا اور میں نے بعض دوستوں سے کہا کہ ۷۰ء سے جو تحریک چلی تھی سوشلزم کا نعرہ اٹھا تھا۔ پھر ۷۷ء میں ملک میں ایک تحریک چلی اور اس کے نتیجے میں مارشل لاء آیا اور مارشل لاء کے نتیجے میں پھر ۸۵ء

[Maulana Sami-ul-Haq]

میں یہ جمہوری حکومت قائم ہوئی یہ سارا سترہ سال کا سلسلہ گویا تلور کے شکار پر پابندی کے بل کی مثل تھا۔ خلاصہ تو اس کا ہمارے سامنے یہی آیا اور بالا آخر اس کو مسترد کر دیا گیا۔ اگر اس طریقے سے ہم ایک ایک دفعہ اور قانون پاس کرائیں گے تو اس کے لئے ہم شاید اپنی منزل پر نہ پہنچ سکیں۔

میں نے عرض کیا تھا کہ اس وقت کچھ چیزیں ہم مدون شکل میں عدالت کے سامنے رکھ سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت کی تشریح وتعبیر کے لئے عدالت کو ان چیزوں کا پابند بنائیں گے تو دونوں میدانوں میں ہم آگے قدم بڑھا سکیں گے۔ مشکلات دونوں میں آئیں گی لیکن کچھ تو پیش رفت شروع ہو جائے گی۔ اور مشکلات اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے حل ہو جائیں گی۔ میں نے عرض کیا تھا کہ اس وقت ہمارے پاس بہت سا ذخیرہ مدون بھی موجود ہے نظریاتی کونسل نے ایک طویل عرصہ تک کام کیا ہے۔ دیت اور قصاص کے قوانین پر محنت ہوئی ہے شفعہ کا سارا مسودہ مدون شکل میں موجود ہے قانون شہادت سارا نظریاتی کونسل اور کئی اداروں کی تنقیح، تجزیہ اور تحلیل سے گزرا ہے۔ اس وقت کوئی بہت بڑا بحران پیدا نہیں ہو گا جب ہم عدالتوں کو اسلامی قوانین پر فیصلے کا پابند بنائیں گے۔ کیونکہ اس وقت جتنے قوانین رائج ہیں ان میں بہت بڑی اکثریت ایسے قوانین کی ہے جن کا تعلق انتظامی نوعیت کے قوانین سے کہا جا سکتا ہے۔ ان کا تعلق حلال وحرام یا جائز وناجائز سے نہیں ہوتا ان قوانین میں سے کچھ پر نظریاتی کونسل اور کچھ پر وفاقی شرعی عدالت نظر ثانی کا کام کر چکی ہے۔ اور سارا ذخیرہ ان انتظامی قوانین کا ان دونوں اداروں نے کھنگالا ہے ان میں اگر اکا دکا کوئی بات آئے گی تو معمولی ترمیم کی ہو گی اور ان ترامیم کی نشاندہی بھی کی جا چکی ہے تو ہم جب اس بل کی دفعہ ۴ پاس کر لیں گے تو ان تمام رائج الوقت قوانین کو جو انتظامی نوعیت کے ہیں، اسی حال پر رہنے دیں گے۔ اور ان کو تحفظ مل جائے گا وہ خلاف شرع نہیں ہیں۔ یہ سلسلہ وہاں ختم ہو جائے گا اس میں ہم اتنی بات کریں گے اس تصریح کے ساتھ کہ عدالتیں ان انتظامی قوانین پر فیصلہ کی پابند ہونگی بجز اس کے کہ اس کو کوئی چیز قانون شریعت کے خلاف نظر آئے تو اس میں شریعت کو بالادستی حاصل ہو گی اگر کسی جج کو از خود کوئی چیز نظر آ جائے ان انتظامی قوانین میں کہ کوئی چیز خلاف شریعت ہے تو اس تصریح کے بعد اس کے لئے کوئی مشکلات نہیں ہونگی۔

دوسرا حصہ عدالتوں میں مروجہ فوجداری قوانین کا ہے توفوجداری قوانین کی منسوخی بھی ضروری نہیں اگر ہم دفعہ ۴ نافذ کر دیں تو اس سے تمام فوجداری قوانین یک دم 'یک لخت منسوخ نہیں کرنے پڑیں گے۔ وہ اس لئے کہ اس وقت حدود آرڈیننس نافذ العمل ہے اور بہت سے فوجداری قوانین حدود آرڈیننس کے دائرے میں آجاتے ہیں۔ اسی دیت وقصاص کا مسودہ جو سارے مراحل سے گزرا ہے اگر ایک دن میں بھی ہم اس کو نافذ کرانا چاہیں تو نافذ کرا سکتے ہیں۔ ۷۰ فیصدی فوجداری قوانین اس کے ماتحت آجائیں گے اور دیت وقصاص کی شکل میں ۷۰ فیصدی ایک مدون چیز ہم عدالت کے حوالے کر سکیں گے۔ اس کے مطابق آپ نے فیصلہ کرنا ہے۔ فوجداری قوانین میں بھی ہم یہ کر سکتے ہیں کہ کسی عدالت کو فوجداری قوانین میں کوئی دفعہ شریعت کے خلاف نظر آئے تو شریعت کا حکم بالادست ہو گا۔

اب ہمارے سامنے صرف دیوانی اور ایسے فوجداری قوانین ہیں جن کا شریعت سے تصادم ہو سکتا ہے۔ دیوانی قوانین اور فوجداری قوانین کے بنیادی تصورات اسلامی قانون سے مختلف ہیں۔ ایسے قوانین جن کا شریعت سے بنیادی اختلاف موجود ہے مثلاً قانون معاہدہ ہے' قانون بیع ہے' قانون انتقال اراضی اور قانون انتقال جائیداد ہے۔ اس میں اگر کوئی دفعہ ہمیں شریعت کے خلاف نظر آئے تو اس کو ہمیں منسوخ کرنا پڑے گا۔ اس دفعہ ۴ کی روشنی میں صرف ایک تہائی یا ایک چوتھائی حصہ قوانین ایسے سامنے آئیں گے جن کو منسوخ کر کے عدالت کے سامنے متبادل چیز ہم رکھ سکتے ہیں فی الحال عبوری دور کے لئے ان دیوانی قوانین میں آپ کو یہ یہ چیزیں سامنے رکھنی ہونگی اور اس سے رہنمائی لینی ہوگی۔ عالم اسلام میں ہمارے سامنے بہت سے ایسے مجموعے آچکے ہیں جن پر بڑی محنتیں ہوئی ہیں۔ علماء ججوں اور انتظامیہ نے ان قوانین کو مدون کر دیا ہے سب سے پہلے "مجلہ الاحکام العدلیہ" جو خلافت عثمانیہ میں ۱۰ سال یا ۱۶ سال کی محنت کے بعد مدون ہوا اس کے انگریزی ترجمے بھی موجود ہیں۔ اس کے اردو ترجمے بھی موجود ہیں اگر عدالت ان ساری چیزوں سے رہنمائی حاصل کریگی تو کوئی اختلاف' انتشار اور پریشانی نہیں ہوگی۔ یہ مدون مجموعہ خلافت عثمانیہ میں بھی جاری رہا۔ اردن اور کویت میں اور کئی دیگر اسلامی ممالک میں عدالتیں اسی کو سامنے رکھ کر اب بھی فیصلہ کرتی ہیں اس کے علاوہ اردن میں اس سلسلے میں بہت بڑا کام ہوا۔ انہوں نے اسلامی قوانین کا ایک انسکلو پیڈیا بنایا جو دیوانی مقدمات سے تعلق رکھتا ہے اور دو جلدوں میں وہ مجموعہ موجود ہے وہ مجموعہ بھی ہم عدالتوں

کے سامنے رکھ سکتے ہیں۔ مصر میں علماء ' وکلاء اور ججوں کی رہنمائی اور نگرانی میں بہت بڑا دیوانی اور فوجداری مجموعہ شائع ہو گیا ہے اسی پر عمل ہوتا ہے علماء نے اس کو دیکھا ہے کہ اس میں قرآن و سنت کے مطابق ساری دفعات بنائی گئی ہیں۔ یہ چیزیں اگر ہم ان عدالتوں کے سامنے رکھیں تو ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

شخصی قوانین جو پرسنل لاء ہے جس میں نکاح ' طلاق ' وراثت ' عدت اور ان چیزوں کے مسائل ہیں جو پرسنل لاء کہلاتے ہیں اس کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ عدالت ہر مسلمہ اسلامی مکتب فکر کی واضح تعلیمات کو سامنے رکھ کر اس پر فیصلہ دیگی کسی مکتب فکر کے حقوق پر بھی زد نہیں پڑے گی اس طرح ہم یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ ہم نے عدالت کو تعبیر و تشریح کا حق دیا۔ ہم عدالت کو تشریح و تعبیر کا حق نہیں دیتے۔ بلکہ قوانین ان کے سامنے رکھ کر ان کو کہتے ہیں کہ بھئی آپ اس کو دیکھ کر فیصلہ کریں۔ آج بھی عدالت تشریح و تعبیر نہیں کرتی ہے۔ تتبع کرتی ہے۔ جو مروجہ قوانین ہیں اس کی دفعات کو اپنے سامنے رکھ کر اپنی ذہنی استعداد ' اپنے تجربہ ' معلومات اور انکشاف حقائق کے بعد کسی دفعہ کا تتبع کسی فیصلے پر کراتی ہے۔ یہی صورت اس وقت بھی ہوگی۔

یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے موجودہ حالات میں اگر یہ اسلامی علوم ججوں کے حوالے کر دیئے اور ان قوانین کے مطابق فیصلہ کرنے کا حق ان کو دیا ' تو معاشرہ خراب ہے اور سارے طبقوں میں بد دیانتی رچی بسی ہے تو پھر قرآن و سنت کا تقدس نہیں رہ سکے گا۔ اور اسکے خلاف رشوت ستانی سے شریعت بکے گی اور دین کے مطابق فیصلے نہیں ہو سکیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم کوئی ایسی بات کریں تو ہمیں ازالہ حیثیت عرفی اور توہین عدالت کی سزا جاتی ہے لیکن یہاں اس ملک میں شریعت بل پر بحث کرتے وقت ہزاروں لوگوں نے مضامین ' تقاریر کے ذریعے ججوں کو سب کو مطعون کر دیا کہ پھر وہ سب شریعت کو بیچ دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ الحمدللہ ہر طبقہ میں اچھے لوگ بھی ہیں۔ ہمیں سارے ججوں کی دیانت پر شک نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی قانون انسان کے نظریہ اور عقیدہ سے ہم آہنگ ہو اور اس کو تصور آخرت و محاسبہ آخرت سے وابستہ کیا جائے تو اس پر انسان بیدردی اور جلدی سے غلط فیصلہ نہیں کر سکتا۔ موجودہ قوانین اگر کسی جج کے سامنے ہیں تو اس کو کوئی جھجک نہیں ہے کہ وہ اس کو صحیح طور پر چلائے یا نہ چلائے ' اس کو پتہ ہے کہ انگریزی قانون ہے اور اس کا کوئی تقدس میرے عقیدے

میں نہیں ہے اور نہ یہ میرے عقیدے سے ہم آہنگ ہے اسے یہ بھی معلوم ہے کہ ایک دن میں ایک گواہ دس دس مرتبہ بک کر اندر آتا ہے۔ اور اسکو یہ بھی پتہ ہے کہ وکیل حقائق کو بدل رہا ہے' ظالم کو مظلوم اور مظلوم کو ظالم بنا رہا ہے۔ پھر وہ یہی کہے گا کہ جب سارا نظام ہی غلط طریقوں سے آرہا ہے تو مجھے ان قواعد کی پابندی کیا کرنی ہے' میں کیوں نہ ہزار' دس ہزار میں اس فیصلے کو بدلوں۔ ان قوانین کو کیوں نہ بیچوں۔ لیکن اگر قرآن وسنت اس کے سامنے رکھیں گے تو وہ کسی فیصلہ پر پہنچنے سے قبل ہزار مرتبہ سوچے گا اور وہ اگر مسلمان ہو گا تو لرزا ٹھے گا کہ اب اگر میں خدا اور رسول کے فیصلوں کو بدلوں تو خدا مجھ سے اس کا مواخذہ کرے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح راستہ بالکل آسان ہو جائے گا اور رشوت ستانی' بددیانتی اور غلط فیصلوں کا سلسلہ بھی خود بخود رک جائے گا۔ پھر بھی اگر ہمارے لئے کچھ کمی ہو گی تو ہم نے اس میں دفعہ رکھی ہے کہ علماء اور اسلامی علوم کے ماہرین سے مشورہ کیا جائے اور ان کی رہنمائی میں چند دن کے لئے ان سے وہ استفادہ کریں۔

اسی طرح ہم نے شریعت کورٹ میں یہ اصول رکھا ہے وہاں بھی یہی اصول اس لئے رکھا گیا کہ دونوں آپس میں مل کر افہام وتفہیم سے اور ایک دوسرے سے استفادہ کرنے کے بعد کسی صحیح نتیجے پر پہنچ جائیں اگر یہاں بھی کسی جج کے ساتھ کوئی عالم بیٹھتا ہے اور ہمارے شریعت بل کی دفعہ ۱۰ کے مطابق وہ معاون عدالت کے طور پر انکی رہنمائی کرے تو اس سے کوئی قیامت نہیں ٹوٹ پڑے گی یہ مشکلات انکی اسطرح حل ہو جائیں گی۔ اور پھر اسکے ساتھ ساتھ ہمیں کہا جارہا ہے کہ یہ ملا ازم ہم پر مسلط کیا جارہا ہے۔ ملا ازم تو تب مسلط ہو گا کہ ہم کوئی ایسا قانون پاس کرواتے اور ہم آپ کے سامنے کوئی ایسا بل لاتے کہ سارا انتظامی ڈھانچہ ہی تبدیل کیا جائے سارے عدالتی نظام سے وابستہ اشخاص کو یکسر تبدیل کر کے ان کی بجائے اسلامی علوم کے ماہرین کو بٹھایا جائے۔ اس وقت آپ کہہ سکتے تھے کہ یہ ملا ازم مسلط کیا جارہا ہے یہ تو علماء کی انتہائی وسیع النظرفی ہے کہ ہم نے سارے انتظامی اور عدالتی نظام کے ڈھانچے کو تبدیل کرنے اور اسے از سر نو نئی بنیادوں پر استوار کرنے کا مسئلہ نہیں اٹھایا۔ ہم نے کہا کہ فیصلے یہی لوگ کریں اور عدالتیں انہی کے ہاتھ میں ہوں لیکن اصلاح کی کوئی صورت بن جائے۔ ان کو مدون شکل میں قوانین دیئے جائیں اگر کوئی مشکلات ہوں تو علماء سے تعاون حاصل کریں۔ اگر انہی افراد کو

[Maulana Sami-ul-Haq]

آپ چند دنوں میں تربیت بھی دیں گے اور انکے سامنے ایک چیز کی جب ضرورت پیدا ہو جائے گی تو وہ بڑا ذہین طبقہ ہے وہ چند ماہ میں ان ساری مشکلات پر عبور حاصل کر سکتا ہے۔ آپ ایل ایل بی کے نصاب میں انقلابی اور بنیادی تبدیلیاں لائیں گے اور انکے سامنے اسلامی علوم کے تراجم انگریزی میں لائیں گے تو وہ اسلامی شریعت سے بھی باصلاحیت ہو کر نکلیں گے آپ انکے ریفریشر کورسز فوری کروائیں اور یہ مجلّہ الاحکام العدلیہ اور جو مجموعے اسلامی ممالک کے ہیں۔ باقاعدہ ان کو پڑھا دیں اور چھ مہینے کے اندر اندر تمام جج ان تمام اسلامی قوانین جو اسلامی ممالک میں مدون شکل میں رائج ہیں، ان پر ان کو عبور حاصل ہو سکتا ہے۔

یہاں یہ جھگڑا بھی بہت زیادہ اٹھایا گیا ہے کہ اس طرح عدالتوں کے فیصلوں میں اختلاف ہو گا کوئی جج کوئی فیصلہ کرے گا اور کوئی اس کے مخالف کرے گا اس طرح اسلامی قوانین کے فیصلوں میں بہت بڑا تضاد پیدا ہو جائے گا یہ عجیب بات ہے آج بھی یہی صورتحال ہے۔ آج تعزیرات ہند کی شکل میں جو قوانین انکے سامنے ہیں۔ ان سارے قوانین کے ہوتے ہوئے سارے جج ایک ہی فیصلہ نہیں کرتے۔ راولپنڈی کا جج ایک قسم کے کیس میں جو فیصلہ کرتا ہے بلوچستان میں بدین اور کوئٹہ کا جج اور حیدر آباد اور کراچی کا اور ساہیوال کا جج اسی قسم کے فیصلے پر نہیں پہنچتا ہے۔ فیصلے مختلف ہوتے ہیں جبکہ قانون ایک ہی سامنے ہوتا ہے۔ متضاد فیصلے آتے ہیں۔ آگے عدالتوں میں جا کر ان پر تنقیح ہوتی ہے اور چھوٹی بڑی عدالت سے گزرتے گزرتے پھر ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں اس کی باقاعدہ ایک متعین تعبیر سامنے رکھ دی جاتی ہے۔ اب متعین تعبیر جب سامنے آتی ہے تو پھر ساری عدالتیں اس کی پابند ہو جاتی ہیں۔ تو یہاں بھی اگر کسی مسئلے میں تضاد پیدا ہو گا تو اس کو حق ہو گا کہ اوپر ہائی کورٹ اور پھر سپریم کورٹ میں جائے تو یہ تضاد آگے چل کر خود بخود ختم ہو جائے گا۔

یہاں پر یہ بھی بہت سے لوگوں نے یہ نکتہ اٹھایا کہ اس بل سے جمہوریت اور پارلیمنٹ پر قدغن لگ جائے گی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط تصور ہے۔ ہماری جمہوریتوں اور غیر مسلموں کی جمہوریتوں میں فرق ہے۔ ہم نے بالکل مغربی جمہوریت کو اپنے تصور میں بٹھار کھا ہے کہ مسلمان بھی اسی ڈگر پر من و عن چلے گا تو یہ معاملہ کسی مسلم معاشرے کے ساتھ چل ہی نہیں سکتا۔ انکی جمہوریت حلال و حرام، جائز اور ناجائز یا قرآن و سنت اور خداوند تعالیٰ کے ان تصورات سے

بالکل عاری ہوتی ہے۔ یہاں ہم نے قرارداد مقاصد کو آئین کا حصہ بنادیا اور ہم نے کہا ہے کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔ اور ساورنٹی جب ہم نے اس کو دے دی ہے تو ہم جمہوریت اور پارلیمانی اداروں کو کھلی آزادی نہیں دے سکیں گے۔ بے شک وہ سارے مسائل کے حل و عقد کو سوچیں گے اور اس کے بارے میں فیصلے کریں گے لیکن وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کچھ متعین حدود ہیں اسکے وہ پابند رہیں گے۔ ہم یہ نہیں کرسکتے کہ پارلیمنٹ کو کھلی چھٹی دے دیں اور اس پر کوئی قدغن نہ ہو۔ اگر یہ قدغن ہے تو پھر قرارداد مقاصد کو آئین کا حصہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ قدغن ہمارے آئین نے پہلے سے پارلیمنٹ پر لگادی ہے۔

پھر اسکے بعد میں نے جو مشکلات بیان کیں یہ مانا کہ ہم کلی طور پر تدوین قوانین کا کام پارلیمنٹ کے حوالے کر دیں تو اسکے لئے تو ہمیں صدیاں درکار ہوں گی کسی مسئلے کے نتیجے پر پہنچنے کے لئے، اور پھر اس کو رد کرنے پر اور دو تہائی اکثریت حاصل کرنے پر۔ خدانخواستہ کل کوئی ایسی حکومت آتی ہے جو لادینیت کی علمبردار ہے اور وہ سیکولرازم اور سوشلزم کے نام پر آتی ہے جیسے پہلے بھی اس قوم کے ساتھ ایسا ہوا تو آپ پارلیمنٹ کو کھلا کھلا حق دے سکتے ہیں کہ اب یہ ملک اسلامی جمہوریہ نہیں ہے اور پارلیمنٹ یہ فیصلہ کر دے کہ اب یہ سیکولر سٹیٹ ہے اس طرح تو پھر ملک کی بنیادیں ہی ہل جائیں گی۔ وہاں بھی آپ کو قدغن لگانی ہوگی کہ کوئی پارلیمنٹ ان حدود کے اندر رہ کر اپنے مسائل طے کرے گی پھر پارلیمنٹ کو ہم نے یہ نہیں کہا کہ وہ انتظامی امور میں بھی بے دست و پا ہوگی۔ نہیں تمام ملک میں اسلامی قوانین نافذ کرنا اور تنفیذ کی ساری صورتیں سوچنا پارلیمنٹ کو یہ کلی اختیار حاصل ہے۔ اس کا کام اللہ کے احکام اور فرامین کا نفاذ ہے اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے جو پارلیمنٹ کو حاصل رہے گا۔ تجارت کے امور میں، داخلی اور خارجی سیاست اور بیرونی ممالک سے تعلقات اور اس طرح ہزاروں شعبے اور مسائل ہیں جس کے مسودے پارلیمنٹ کے سامنے آتے رہیں گے اور اس پر کوئی قدغن اس بل کی وجہ سے عائد نہیں ہوسکے گی۔

پھر جناب والا! ہم نے عدالت کی اسلامی قوانین کے مطابق فیصلہ کرنے کی حدود مقرر کر دی ہیں کہ وہ کن چیزوں کے مطابق فیصلہ کرے گی۔ اس کی ترجیحات بھی ہم نے متعین کر دی ہیں کہ کسی عدالت کے سامنے ترجیحی ترتیب کیا رہے گی۔ اس میں ہم نے لکھا ہے کہ بنیادی چیز قرآن و سنت کو ملحوظ رکھ کر وہ فیصلے کرے گی۔ پھر اس کے بعد ہم نے اس بل میں اجماع اور

[Maulana Sami-ul-Haq]

قیاس کاذکر کیا ہے۔ ہم نے یہ نہیں کہا کہ چاروں چیزوں کی حیثیت ایک ہی جیسی ہے۔ ہم نے ترجیحی بنیاد پر، کہ پہلا نمبر قرآن کا ہے۔ دوسرا نمبر سنت کا ہے اور تیسرا نمبر اجماع کا ہے اور چوتھے نمبر پر ہے قیاس۔ قیاس جسے اجتہاد کہا جاتا ہے۔ یہ چاروں چیزیں خود قرآن مجید نے متعین کر دی ہیں۔ قرآن نے خود قیاس کو (اجتہاد کو) بھی ماخذ قانون بنایا ہے۔ اجماع کو بھی ماخذ قانون بنایا ہے۔ سنت کو بھی ماخذ قانون بنایا ہے۔ ہم نے یہ چاروں چیزیں رکھ کر قرآن و سنت کی خلاف ورزی نہیں کی ہے بلکہ اس کے مطالبات اور تقاضے ہم نے پورے کئے ہیں۔ اگر کوئی سنت کو رکھتا ہے تو سارا قرآن کہتا ہے کہ سنت بھی قرآن کی طرح تشریحی حیثیت رکھتی ہے۔ وما اتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ (عربی) ...... اور پھر اس طرح کی سینکڑوں آیات آپ کے ذہن میں ہیں۔ ماشاءاللہ آپ کا مطالعہ بھی ہے کہ جس میں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کو بھی وہی تشریحی حیثیت اللہ نے دی ہے۔ پھر خدا نے خود کہا ہے **فاسئلوا اھل الذکر** .... **لاتعلمون** ۔ کسی معاملہ میں آپ کی رہنمائی نہیں ہو سکے گی تو اہل ذکر والے صلاحیت والے اہلیت والے ہیں، ان سے پوچھا کرو۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کو واضح کیا۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ کو یمن بھیجتے ہوئے کہا کہ تمہیں میں اپنا نائب اور قاصد بنا کر بھیج رہا ہوں اور جج بنا کر بھیج رہا ہوں آپ کس چیز پر فیصلہ کریں گے؟ اس نے کہا کتاب اللہ۔ میں کتاب اللہ کو سامنے رکھ کر فیصلے کروں گا۔ پھر پوچھا کہ اگر کتاب اللہ میں آپ کو وہ چیز نہ ملے، وہ موجود نہ ہو یا آپ کا ذہن وہاں تک نہ پہنچ سکے، پھر فیصلے کس چیز کی روشنی میں کرو گے؟ اس نے کہا سنت۔ سنت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سامنے رکھ کر فیصلے کروں گا۔ پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ان دو ماخذ میں بھی آپ کو کوئی مسئلہ نہ ملے۔ معلوم ہو گیا کہ ہر چیز صرف قرآن و سنت سے لازماً ہمیں نہیں مل سکتی۔ اس میں ہزاروں چیزیں ہوں گی لیکن ہمارا ذہن نارسا وہاں تک نہیں پہنچ سکے گا۔ وہاں معاذ بن جبل ؓ نے فرمایا کہ **اجتھد وا بالدائی** کہ میں اجتہاد کروں گا۔ قرآن و سنت میں اگر ہو تو پھر اجتہاد نہیں کروں گا قرآن و سنت میں اگر نہیں ملے تو پھر اجتہاد کروں گا۔ تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا الحمدللہ الذی..........رسولہ۔ الحمدللہ کہ جس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قاصد کو صحیح اور حق بات کہنے کی توفیق دی اور اس نے صحیح کہا۔ اب ہم نے اس بل میں اجتہاد کی گنجائش رکھی ہے اور قیاس کے الفاظ میں اس کی تعبیر کی گئی ہے۔ اگر ہم یہ گنجائش نہ رکھتے تو پھر یہ

طوفان اٹھایا جاتا کہ دیکھئے مولوی لکیر کا فقیر ہے۔ وہ ہمیں اجتہاد سے روکتا ہے اور اجتہاد کا دروازہ تو بند نہیں ہے۔ خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کھلا چھوڑا ہے۔ اب مولوی بالکل جمود اور تعطل میں ڈالنا چاہتا ہے کہ اجتہاد کا بھی دروازہ بند کر دیا۔ یہ طوفان اٹھتا۔ اب جب ہم نے صحیح اسلامی تعلیمات اور حالات کی روشنی میں کہ قیامت تک یہ دن اٹل ہے اور ہزاروں لاکھوں مسائل ایسے پیش آسکتے ہیں جس کا قرآن و سنت میں صراحتاً ذکر نہ ہو اور یہ اسلام قیامت تک چیلنج ہے اس کے لئے اجتہاد ضروری تھا اور اجتہاد کے بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ تو پھر یہ طوفان اٹھایا گیا کہ انہوں نے قرآن و سنت پر اکتفا نہیں کیا۔ انہوں نے اجتہاد کا دروازہ اس میں کھول دیا ہے۔ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل والا معاملہ ہے۔ پھر یہ ضروری ہے کہ جب یہ اصطلاحات یہاں آگئی ہیں تو سب سے بڑا پیچیدہ مسئلہ اجتہاد کا بنا دیا ہے۔

اجتہاد کے بارے میں بھی میں آپ کے چند قیمتی منٹ لوں گا کہ اس کا تمام چیزوں سے بنیادی تعلق ہے۔ اجتہاد کے بارے میں معاشرے میں انتہائی متضاد غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں اور کوئی ایک انتہا پر جاتا ہے اور کوئی دوسری انتہا پر۔ اس میں معتدل راستہ لوگوں کے سامنے عموماً چھپ جاتا ہے۔ کبھی تو اجتہاد کی تعبیر ایسی کی جاتی ہے کہ اجتہاد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ قطعاً کسی کو حق نہیں ہے۔ یہ ایسی انتہا ہے جو جمود یا تعطل ہے اور ایک ایسے دین کے ساتھ ' جو تا قیامت ' جامع آفاقی اور ہمہ گیر ہے ' ایسی بات کرنا مذاق ہے۔ پھر اجتہاد کی دوسری تعبیر یہ کی جاتی ہے کہ اس میں کھلی آزادی ہے جیسے کوئی چاہے اپنی عقل اور رائے کے مطابق بغیر کسی قدغن و حدود کے فیصلہ کر لے۔ ایسا کرنا تحریف اور الحاد کی طرف لے جانا ہے۔ نہ وہ اجتہاد کے بارے میں صحیح رائے ہے نہ یہ اجتہاد کے بارے میں صحیح رائے ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ تاریخ میں کتنا بڑا ظلم اجتہاد کے نام سے اسلام کے ساتھ ہوا ہے۔ تاریخ میں ہمیشہ اسلام کو مسخ کرنے کی کوشش اس اجتہاد کے ذریعے کی گئی جس کا انتہائی غلط معنی لیا گیا۔ فرقہ باطلہ کی تاریخ ساری اسی سے بھری ہوئی ہے۔ فرقہ باطلہ کا آغاز یہ قرامطہ باطنیہ ' معتزلہ ' خوارج اور کتاب الملل و النحل میں مذاہب باطلہ کی ساری تاریخ مرتب ہوئی ہے ' وہ ساری تاریخ بھری ہوئی ہے کہ اس غلط اجتہاد کا سہارا اور آڑ لے کر لوگوں نے کس کس طرح قرآن و سنت کے ساتھ مذاق کیا اور تحریف کا راستہ کھولا گیا۔ حالانکہ اجتہاد ایک دودھاری تلوار کی طرح ہے۔ وہ

[Maulana Sami-ul-Haq]

حفاظت جان کا ذریعہ بھی بن سکتا تھا اور دوسروں کی ہلاکت کا ذریعہ بھی بن سکتا تھا۔ اجتہاد کا معاملہ بالکل پل صراط کی طرح نازک ہے کہ وہ تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے اس پر چلیں گے تو اس جہنم کو اور ان مشکلات کو عبور کر کے آگے پہنچ جائیں گے اور ذرا بھی بے احتیاطی کی تو نیچے جہنم کے گڑھے میں پہنچ جائیں گے۔

اب دیکھئے اسی ملک میں ہمارے ایک بہت بڑے دانشور نے، جس کے مضامین چھپتے ہیں جس کی ملک میں بڑی شہرت ہے اس نے اجتہاد کیا۔ اس کا معنی تو یہ تھا کہ چور مرد اور چور عورت کا ہاتھ کاٹ دو قطع ید کی سزا دو اور یہ واضح الفاظ تھے۔ سارق کا معنی بھی معلوم تھا اور قطع ید کا معنی بھی معلوم تھا۔ لیکن نیشنلائزیشن کا زمانہ آتا ہے۔ سوشلزم کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اور ملکیتوں کو چھیننے کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اس دانشور نے کہا السارق والسارقہ سے مراد سرمایہ دار مرد ہے اور سرمایہ دار عورت مراد یہ ہے کہ اس کے کارخانوں کو اس کی صنعتوں کو چھین لو۔ اس کے ہاتھ اس سے کٹ گئے۔ اب یہ تعبیر چودہ سو سال میں اس سے پہلے کہیں کی گئی ہے؟ یہاں ہمارے ایک بہت بڑے دانشور نے جواب مرحوم ہو چکے ہیں اور وہ سنت کے منکر تھے۔ اور اجتہاد کے بڑے علمبردار تھے۔ اس نے کہا یسئلونک عن المحیض قل............ اب یہ ظاہر بات ہے۔ سب حضرات علماء اور فضلاء ہیں۔ محیض سے مراد کیا ہے۔ کہ ماہواری کے ایام میں جو تکلیف ہوتی ہے اس حالت میں اللہ حکم بیان کر رہا ہے کہ اس حالت میں معاملات اور تعلق کیسا رہے گا۔ اللہ نے کہا کہ یہ بیماری کے ایام ہیں اس میں دور رہنا چاہئے۔ اس شخص نے یہ توجہ کیا کہ یسئلونک عن المحیض کہ یہ سرمایہ دارانہ نظام کے بارے میں آپ سے پوچھتے ہیں۔ کیونکہ بینکنگ سسٹم کی وجہ سے وہ ساری دولت جمع ہو جاتی ہے اور ارتکاز دولت ہوتا ہے اور محیض کا معنی جمع کرنے کی جگہ ہے۔ تو یہ بنکاری سسٹم لعنت ہے اور غلط ہے اس کو ختم کر دو اور کمیونزم کو اس ملک میں جاری کر دو۔ غلام محمد پرویز نے اپنی تفسیر میں پورے صفحے اس پر بھرے ہیں اس کا ترجمہ یہ ہے............

جناب چیئرمین : اسی لئے کہا گیا ہے کہ

ولے تاویل شاہ در حیرت انداخت

خدا و جبریلؑ و مصطفےؐ را

مولانا سمیع الحق: پھر ہمارے یہاں ایک روشن خیال آ گئے، ڈاکٹر فضل الرحمٰن، پورا ادارہ تحقیقات اسلامی اس غلط اجتہاد کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ اس نے کہا کہ یہ سارا رائج سود جائز ہے۔ اور قرآن میں ہے کہ سود کو چند در چند، دو گنا، سہ گنا، چہار گنا، مت کھاؤ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سود مرکب حرام ہے اور سود مفرد سارا حلال ہے۔ اس نے کہا کہ قرآن میں ہے کہ اگر کوئی عورت عفت چاہتی ہے تو اس کو فحاشی پر مجبور مت کرو۔ اور اگر کوئی عورت فحاشی کو پسند کرتی ہے اور وہ بازار حسن میں بیٹھنا چاہتی ہے اور وہ عفیفہ نہیں رہنا چاہتی تو کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس کو روکے۔ اب اس قرآن کریم کی آیات سے اس نے شراب کو بھی حلال کر دیا، سود کو بھی حلال کر دیا۔ زنا کاری کو بھی حلال کر دیا اور اس نے کئی مضمون لکھے تھے کہ اس وقت جو شراب، بیئر وغیرہ چل رہی ہے، یہ وہ شراب نہیں ہے، جس کے بارے میں قرآن میں ذکر ملتا ہے۔ یہ حلال ہے۔

اسی طرح مغربی تہذیب کی جتنی خرابیاں اور لعنتیں مسلم معاشرے میں موجود ہیں اس کے لئے مستشرقین اور جو متجدد دین ہیں یعنی جو ماڈرن ازم کے علمبردار ہیں انہوں نے اجتہاد کا سہارا لیا اور ان ساری چیزوں کو مباہات کا درجہ دے دیا۔ خواہ وہ رقص و سرور تھا، گناہ تھا" یا تصویر کا مسئلہ، ان تمام چیزوں کو حلال قرار دیا اس لئے ہمیں اجتہاد کے مسئلے کو اس طرح کھلا نہیں چھوڑنا ہو گا کہ ان سے مکمل جس طرح انسان چاہے اجتہاد کر لے۔ پھر اجتہاد کے بارے میں یہ رائے کہ عقل اور رائے میں جو بھی فیصلہ آ جائے، وہ دے دو۔ اس قسم کی تعبیر مسلمانوں کے کسی بھی دور میں نہیں رہی ہے کہ ہر مسئلے میں اجتہاد کیا جائے گا۔ یہ تو معاذ بن جبلؓ کی اس حدیث میں واضح ہے کہ قرآن و سنت میں اگر کوئی چیز نہ ہو تو اس معاملہ میں اجتہاد کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی بات تھی کہ ہمیں ہر معاملے میں عقل و انصاف اور رائے کے مطابق کھلی آزادی ہوتی اور ہم فیصلے دے سکتے اور اس کے مطابق ہم جس طرح چاہتے اس پارلیمنٹ میں قانون بنا لیتے تو پھر تو انبیاء اکرام کی بعثت کی ضرورت ہی نہ تھی اور نہ ہی اللہ کو ہر دور میں وحی اتارنے کی ضرورت ہوتی۔

مولانا کوثر نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی مولانا صاحب۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! مجھے حضرت مولانا سمیع الحق کی وسعت علم کا اندازہ ہے

[Maulana Sami-ul-Haq]

اور میں ان کا بڑا معترف ہوں مگر اب تک جتنی مثالیں انہوں نے پیش کی ہیں وہ تفسیر بالرائے کی مثالیں ہیں، غلط اجتہاد کی انہوں نے کوئی مثال پیش نہیں کی وہ اگر غلط اجتہادات کے بارے میں بھی روشنی ڈالیں تو شاید زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! مولانا سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق : تفسیر بالرائے کی تعبیر علماء نے یہی کی کہ اس کو تحریف بھی کہتے ہیں اور الحاد بھی کہتے ہیں۔ یہی اجتہاد ہے کہ تفسیر کئے بغیر، اس کے آگے، پیچھے سے سیاق وسباق کو کاٹ کر، عربی لغتوں کو دیکھ کر، موضوع کو سامنے رکھ کر یا اسی طرح مختلف طریقوں کو سامنے رکھ کر اجتہاد کر لیتے ہیں۔ اگر وہ تفسیر بالرائے ہے، یا تحریف ہے یا الحاد ہے، تو اسے ہم غلط اجتہاد کہیں گے۔ اجتہاد کا معنی ہیں کہ کسی جدوجہد کے ذریعے ایک چیز تک پہنچنا، اس پر ذہنی اور فکری صلاحیتیں لگانے کے بعد کسی ایک نکتہ تک پہنچنے کو اجتہاد کہتے ہیں۔

بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ پھر انبیاء اکرام، کتاب وسنت اور اسلامی تعلیمات کی ضرورت ہی نہ ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر کہا ہوتا کہ بس انسانوں کو میں نے پیدا کیا ہے اور اب جس معاملے میں بھی ان کی عقل اور رائے فیصلے دے دے تو وہ اس کے بارے میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو مذہب کی پابندیوں کی، وحی اور تعلیمات الٰہی کی پابندیوں کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس کے علاوہ اجتہاد کے بارے میں دوسرا ایک غلط تاثر یہ ہے، یہ پہلے کی طرح تو نہیں ہے کہ بالکل انہیں کھلی چھٹی ہے کہ قرآن وسنت کو بھی سامنے نہ رکھیں اور اجتہاد کر لیں۔ لیکن اجتہاد کے بارے میں دوسرا تاثر رکھنے والوں کا پھر بھی یہ خیال ہے کہ گویا آج قرآن وسنت ہم پر پہلی بار نازل ہوا ہے اس کے معنی متعین کرنے کے بارے میں، اس کی تعبیرات اور تشریحات کے بارے میں شاید پہلے کوئی کام ہی نہیں ہوا۔ گویا ہم کسی خلاء میں تھے اور ہمارے سامنے قرآن وسنت کا نسخہ آیا، اب ہم نئے سرے سے اسے کھولیں گے اور اس کی تعبیرات اور تشریحات کریں گے۔ ایسا بالکل نہیں ہے، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی تعبیرات متعین کیں۔ پھر اصحابہ اکرام نے جو حضور صلی اللہ کے پہلے شاگرد، اور پہلے مخاطب تھے اس کی تعبیرات اور تشریحات متعین کیں۔ پھر خلفائے راشدین نے محنتیں کیں۔ پھر تابعین نے ساری زندگیاں تحصیل علم کے لئے وقف کیں، ان صلاحیتوں کو حاصل کرنے کے

لئے انہوں نے کیا کیا ریاصتیں کیں' یہ پوری تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ انہوں نے روکھی سوکھی کھائی۔ بھوکے ننگے رہے' چٹائیوں پر ساری زندگیاں گزاریں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں جو تعلیمات آئی تھیں اس کی تشریح میں وہ لگے رہے۔ پھر فقہاء امت نے اس پر بہت محنت کی۔ ان چودہ سو سالہ محنتوں کے ساتھ ہمارے سامنے ایک بہت بڑا عظیم ذخیرہ اجتہادات کا رکھ دیا اب اگر کوئی مسئلہ سامنے آئے گا اور ہم کہیں گے کہ سارا چودہ سو سالہ اجتہادات کا ذخیرہ صرف نظر کر دیں' اس طرح تو اپنی تاریخ' کلچرل اور ثقافت کے ساتھ کسی قوم نے ایسا ظلم نہیں کیا ہو گا۔

جناب والا! از سر نو فقہ کو ادھیڑ کر بیٹھ جانے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری چودہ سو سال کی پرانی محنتیں ضائع ہو گئیں اور ہم پھر چودہ سو سال پیچھے چلے جائیں۔ اسی کو رجعت، قہقہری کہتے ہیں۔ اسی کو وقیانوسیت کہتے ہیں جس کا طعنہ علماء کو دیا جاتا ہے۔ پھر ان لوگوں کو تو اس بات کا بڑا غم ہے کہ سو سال موجودہ تعزیرات پر محنتیں ہوئیں اور فیصلے عدالتوں نے کئے ہیں اور وہ تمام ذخیرے جو سو سال کی محنت سے تیار ہوئے' وہ ہم سے ضائع ہو جائیں گے حالانکہ وہ سو سالہ محنتیں ایک غیر مسلم قوم کے قانون پر ہوئی تھیں۔ یعنی انگریز کے قانون پر۔ پھر چودہ سو سال تک اس تمام ذخیرے پر جو عظیم محنتیں ہوئی ہیں کیا اس کا ہمیں کوئی دکھ نہیں ہو گا؟

ہماری اہلیت' ہماری صلاحیت ہماری ذہانت' ہماری دیانت' ہمارا تقویٰ ہماری محنتیں' ہمارا جتنا بھی علم ہے یہ ساری چیزیں ان لوگوں کے برابر تو نہیں ہیں اگر وہ لوگ چودہ سو سال میں نہیں سمجھ سکے تو پھر ہمیں اسلام کو تو بند کر کے بالائے طاق رکھنا چاہئے' کہ چونکہ چودہ سو سال سے اس کی تعبیر کسی کی سمجھ میں نہیں آئی اس لئے ہم آج نئے سرے سے بیٹھ کر اس کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

جناب والا! بہر حال اسلام میں اجتہاد ہے..................

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد میں مولانا صاحب کی فاضلانہ تقریر کو interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا مگر آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرا رہا ہوں کہ ہم اس وقت ایک نہایت ہی اہم موضوع پر بحث کر رہے ہیں لیکن اس وقت ایک بھی باقاعدہ وزیر ایوان میں موجود نہیں ہے۔

[Maulana Sami-ul-Haq]

جس سے کہ گورنمنٹ کی کم از کم ٹوکن نمائندگی ہو۔

Mr. Hasan A. Shaikh: I think my learned friend has ignored the Leader of the House.

Mr. Chairman: The Leader of the House is there but I think the Ministers should have been present.

یہ معاملہ افسوس ناک ہے۔ مولانا صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں۔

مولانا سمیع الحق : حضور والا! اجتہاد کی گنجائش ہے۔ اب اس کی صورت کیا ہے۔ ایک مسئلہ ہمارے سامنے آئے گا تو یہ دیکھا جائے گا کہ جن چیزوں کا حل قرآن و سنت میں واضح طور پر طے کیا گیا ہو گا اور وہ موجود ہو گا اس کے بارے میں ہم اجتہاد نہیں کریں گے۔ مثلاً زکوٰۃ ہے' صلوٰۃ ہے' حج ہے۔

جناب چیئرمین : ایک منٹ' پروفیسر خورشید صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا یہ فائدہ تو ہوا کہ ایک باقاعدہ وزیر بہ نفس نفیس ہاؤس میں تشریف لے آئے ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : وزیر مذہبی امور تو ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین : اس کا تعلق وزیر قانون سے ہی ہے۔

مولانا سمیع الحق : جناب والا! میں بھی عرض کروں گا کہ اصل میں مجھے بھی پتہ نہیں تھا کہ وسیم سجاد صاحب ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ اگر وہ اتنے اہم موضوع پر تقریر کے وقت ایوان سے چلے گئے تھے تو میں بھی اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں مطمئن تھا کہ چلئے وزیر قانون تو ہاؤس میں موجود ہوں گے۔ بہرحال شکر ہے کہ اگر صبح کا بھولا ہوا شام کو واپس گھر آ گیا۔

تو جناب والا! جس چیز کا حل قرآن و سنت میں موجود ہو' اس کے بارے میں اجتہاد نہیں ہو سکتا۔ آج کوئی زکوٰۃ کے بارے میں کوئی نئے معنی مقرر نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس میں کوئی کمی بیشی کر سکتا ہے۔ اسی طرح صلوٰۃ کے معنی متعین کرنے میں کوئی اجتہاد نہیں کر سکتا ہے۔ یہ قطعیا ت دین ہیں یا اس کو ضروریات دین سے علمی اصطلاح میں تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ حج اور قربانی اور صدقات الفطر' یہ ساری چیزیں واضح ہیں۔ اس کے بعد یہ دیکھا جائے گا کہ فقہاء صحابہ اکرام اور فقہاء امت کی آراء اس کے بارے میں کچھ ہیں یا نہیں۔ اگر یہ ساری چیزیں سامنے آتی ہیں کہ کسی چیز کے بارے میں ہمیں کوئی حکم نہیں ملتا مثلاً آج ہزاروں مسائل سامنے

آگئے ہیں آنکھوں کا عطیہ ہے' خون کا مسئلہ ہے' اور ٹیوب بے بی وغیرہ اس قسم کی کئی چیزیں سامنے آرہی ہیں۔ ان کے بارے میں ہم نے قرآن وسنت' فقہاء کے اصول اور اصطلاحات جو ہیں' ان سب کو سامنے رکھ کر' حدود وقیود میں رہتے ہوئے ان مسائل کو حل کرنا ہے اور شریعت سے مراد کیا ہے اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے گی اور کسی چیز کے جائز یا ناجائز ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس صورت میں ہمیں اجتہاد کا حق حاصل ہے اس کا دروازہ کسی نے بند نہیں کیا۔ جو دروازہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کھولا ہے اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا لیکن اجتہاد کے لئے لازمی بات ہے' کہ اس کے لئے اسلامی ماہرین ہوں جیسے ہر فن کے لئے اہلیت اور فنی صلاحیت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ جیسے طبیب کے لئے طب اور میڈیکل سائنس میں ماہر ہونا ضروری ہے۔ آپ کسی بڑھئی کو اور کسی اور مستری کو چاقو یا قینچی نہیں دے سکتے کہ آیئے ذرا مریض کے پیٹ میں درد ہے اور اس کے دل میں نقص ہے آپ اس کا اپریشن کر لیں' آپ کہیں گے کہ اہلیت والوں کو دکھائیں گے۔ اسی طرح قانون کی تعبیر کرتے ہوئے آپ وکیل سے رجوع کریں گے یہ نہیں ہوتا کہ آپ کسی انجینئر کو بلائیں کہ اس مقدمے میں آپ پیروی کریں' جب انجینئرنگ میں انجینئر' طب کے لئے طبیب اور قانون کی تعبیر کے لئے جج اور وکیل کی اہلیت ضروری ہے تو یہ اسلام کی تعبیر اور اسلامی قوانین کے بارے میں رائے کا اظہار اور اجتہاد کرنا بہت بڑی بات ہے اس کے لئے بھی لازماً مطلوبہ اہلیت اور صلاحیت اور یہ ساری چیزیں ہمیں ملحوظ رکھنی ہوں گی' اگر کوئی شخص مطلوبہ مہارت اور صلاحیت اپنے اندر رکھتا ہے تو اس کو اجتہاد کا حق حاصل ہو گا' اسی طرح ماضی میں جو اجتہادات کئے گئے ہم دیکھیں گے کہ انہوں نے قرآن اور سنت کو سامنے رکھ کر کئے یا نہیں اب بھی اس مسئلے میں وہی اسباب ہیں اور وہی مقتضیات ہیں' وہی علل ہیں اور مقیس اور مقیس علیہ ایک ہے اور جو چیز قدر مشترک ہے اسباب کی' وہ بھی ایک ہے اور اس پر انہوں نے ایک فیصلہ کیا ہے اگر پوری امت نے اور اکثریت نے اسی طرح فیصلہ کیا ہے آئمہ اربع اور تمام آئمہ اس پر متفق ہیں تو ہم اس کو اجماع کہیں گے کہ انہوں نے اجتماعی اجتہاد کیا اب اجتماعی اجتہاد کے نتیجے میں ایک فیصلہ ہمارے سامنے آیا جس کی تعبیر ہم اجماع سے کرتے ہیں' ہم اجماع سے پھر ادھر ادھر نہیں ہٹ سکیں گے' ساری امت کے اکابر اور اہلیت رکھنے والے تو غلطی پر نہیں ہو سکتے کیوں کہ ان کے دلائل ہم نے دیکھے' ان کے ماخذ کو ہم نے جانچا ان کے اسباب اور مقتضیات اور علل کو ہم نے پرکھا' پھر یہ ہماری

[Maulana Sami-ul-Haq]

ڈھٹائی ہوگی کہ ہم یہ سب کچھ ٹھیک ہونے کے باوجود ان سب کو یک لخت مسترد کرتے ہیں ' اگر وہ فیصلے انفرادی ہوں گے تو پھر ان کو مسلمہ فقہاء کے اجتہادات اور تعبیرات کو سامنے رکھا جائے گا جس کا ذکر بل میں ہے۔ ہمیں انفرادی فیصلوں کو بھی ملحوظ رکھنا ہے اور اجتماعی فیصلوں کو بھی ' ایک کی تعبیر اجماع سے کی گئی ' ایک کی تعبیر قیاس سے کی گئی ' اور قرآن اور سنت نے خود ان چیزوں کو ملحوظ رکھا تھا تو ہم نے اس شریعت بل کی دفعہ میں یعنی تعریف والی دفعہ میں کوئی حکم عدولی قرآن و سنت سے نہیں کی اور اگر ہم صرف قرآن و سنت رکھیں گے تو آگے ہم بالکل نہیں چل سکیں گے اور تفسیر بالرائے کا جیسے مولانا نے فرمایا اور تعریف کا اور الحاد کا ایک دروازہ کھل جائے گا ہم نے اس الحاد کے دروازے کو کھولنا نہیں تھا اور امت کو مسائل اور انتشار اور بحرانوں میں ڈالنا نہیں تھا اور امت کو اباحیت اور مغربیت کی طرف جانے سے روکنا تھا تو ہم نے شریعت بل میں تحریف کا راستہ تو بند کیا لیکن اجتہاد کا راستہ ہرگز بند نہیں کیا۔

میں زیادہ تفصیلات چھوڑتے ہوئے دوسرے نکتے کی طرف آتا ہوں کہ پورے ملک میں یہ کہا گیا کہ شریعت بل سے فرقہ واریت پھیلے گی اور شریعت بل سے انتشار پیدا ہو جائے گا اور آپس میں جو جھگڑے ہیں وہ اور بھی بڑھ جائیں گے حالانکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ شریعت بل کے نفاذ سے فرقہ واریت ساری ختم ہو جائے گی اور شریعت بل سے کوئی فرقہ واریت نہیں پھیلے گی ' اسے بدقسمتی سے جان بوجھ کر متنازعہ بنا دیا گیا اور اس کو ہوا دی گئی کہ یہ فلاں فرقے کے خلاف ہے ' فلاں فرقے کے خلاف ہے اور مجھے ایسی صورتوں اور ایسی کوششوں کا علم ہے کہ بریلویوں کے پاس جا کر یہ کہا گیا کہ یہ تو وھابیوں کا بل ہے اور وھابیوں کے پاس جا کر کہا گیا کہ یہ تو جماعت اسلامی کا بل ہے اور منصورہ برانڈ ہے ' اس سے مودودی ازم آجائے گا اسی طرح چاروں مکاتب فکر میں ہر جگہ جا کر ان کو بھڑکایا گیا اور کسی نے دیکھے سوچے ' پڑھے بغیر ہنگامہ کر دیا۔ کسی کو کہا گیا اس سے مزارات مٹا دیئے جائیں گے کسی کو کہا گیا اس سے فلاں مسئلہ ختم ہو جائے گا ' کسی کو کہا گیا اس سے یہ ہو جائے گا ' وہ ہو جائے گا۔ حالانکہ آپ خود شریعت بل کو دیکھیں یہ سب فاضل ممبران کے سامنے ہے اس میں کوئی بھی ایسی دفعہ نہیں ہے جس میں کسی بھی مکتب فکر کے مسلمانوں کے معتقدات کو چھیڑا گیا ہو ان کے نظریات پر قدغن لگائی گئی ہو ' یا ان کے جو معمولات اور رسومات اور روایات ہیں ' اس کا کوئی ادنیٰ سا اشارہ بھی ہو ' عورتوں میں جا کر کہا گیا کہ اس سے آپ کے سب حقوق سلب ہو جائیں گے آپ خود دیکھیں کہ ان کے متعلق شریعت

بل میں کوئی ایک نقطہ ' ایک حرف ' کوئی ایک سطر بھی ایسی نہیں ہے ' اس میں قرآن و سنت اور اجماع اور قیاس اور ذرائع ابلاغ اور مقننہ اور انتظامیہ کا ذکر ہے ' اب انہوں نے تفصیلات دیکھے بغیر جلوس نکالنے شروع کر دیئے ' بھئی کوئی اور بل ہو گا تو اس کے بارے میں کوئی اور بات ہو گی شریعت بل سے حقیقت میں تو سارے طبقوں کو حقوق مل جائیں گے اور عورتوں کا تو فرش سے عرش تک مقام اونچا ہو جائے گا۔ لیکن پھر بھی اس بل میں ان کا کسی جگہ ذکر ہی نہیں ہے ' کسی دفعہ سے ان کے نکاح ' طلاق ' عدت ' میراث وغیرہ کسی مسئلے پر زد ہی نہیں پڑتی ہے ہم نے تو یہ نہیں کہا کہ بے پردگی بند کر دی جائے ' وہ آگے جا کر دیکھا جائے گا کہ وہ جائز ہے یا ناجائز ہے لیکن شریعت بل نے جزئیات کو بالکل چھیڑا ہی نہیں ہے اور نہ عورتوں کے متعلق کسی خاص اصولی حکم کو چھیڑا گیا ہے ' لیکن ان بے چاریوں کو بھی جا کر کہا گیا کہ یہ تو تمہیں تباہ کر رہے ہیں اور تمہارے حقوق سلب ہو جائیں گے اور تم مصیبتوں میں پڑ جاؤ گی اسی طرح ایک ایک طبقہ فکر میں جا کر اس کو اچھالا گیا اس کو متنازعہ بنایا گیا ' حالانکہ یہ ایک بالکل سیدھا سادھا اور صاف ستھرا بل تھا جس میں کوئی الجھاؤ ' ابہام اور کوئی پیچیدہ اور کوئی منطقی اصطلاحات جیسی چیزیں نہیں تھیں ' ساری امت کو صاف صحیح اسلام کی سمت پر ڈالنا اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش تھی۔

یہاں اسی سلسلے میں پھر بعض دوستوں نے ایوان میں یہ مسئلہ اٹھایا کہ اس کو استصواب رائے کے لئے پیش کر دیا جائے اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ استصواب رائے کے ذریعے اس کو بالکل متنازعہ بنایا جائے اور سب سے زیادہ الجھا ہوا یہ مسئلہ سامنے آ جائے ہم کہیں گے کہ اس پر تو لوگ بالکل متنازعہ ہیں ' حالانکہ بات اگر صرف شریعت کی تھی اور شریعت کے نفاذ کی تھی تو اس کے بارے میں ہمارا حق ہی نہیں تھا کہ قوم سے پوچھتے کہ آپ شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں یا نہیں اگر خدانخواستہ ایک مسلم معاشرے میں سارے کے سارے کہہ دیں کہ ہم نہیں چاہتے تو کیا ہم اس اسلامی مملکت کے بنیادی اور اساسی نظریات سے دستبردار ہو جائیں گے ' آج اگر پوری قوم کہے گی کہ ہم سرخ انقلاب کا استقبال کرتے ہیں تو کیا آپ قوم کی یہ رائے مانیں گے؟ آج اگر قوم کہے کہ ہم سوشلزم کے لئے تیار ہیں تو آپ مانیں گے ' آج اگر سیکولرزم کا نعرہ کوئی لگائے ' کوئی کنفیڈریشن کا نعرہ لگائے یا اگر پوری قوم اس علیحدگی اور صوبائیت اور لسانی اور علاقائی عصبیت کے حق میں رائے دے دے تو ہم کہہ دیں گے کہ ہاں ٹھیک ہے قوم نے فیصلہ کر دیا ' نہیں ہم

[Maulana Sami-ul-Haq]

قوم کا وہی فیصلہ مانیں گے جو اس ملک کی بنیادوں سے ہم آہنگ ہو اور اس ملک کے قیام کے وقت جس مقصد کے لئے قربانیاں دی گئی ہیں اس کو ختم نہ کریں اس کی سالمیت پر ضرب نہ آئے' تو اگر پوری قوم کہہ دے کہ وہ شریعت کا نفاذ نہیں چاہتی پھر بھی اس حکومت کا یہ حق نہیں کہ قوم کے اس فیصلے کو تسلیم کرتی' اور پھر اللہ تعالیٰ نے خود مسلمان کو یہ حق ہی نہیں دیا کہ وہ اسلام کے قبول کرنے' نافذ کرنے نہ کرنے میں کوئی اختیار استعمال کرے۔ ہم نے اس استصواب کے ذریعے اس مسئلے کو اور متنازعہ بنانے کی کوشش کی' حالانکہ قوم نے تو رائے دے دی تھی' قوم نے قیام پاکستان کے وقت عظیم قربانیاں دے کر کہا تھا کہ ہمیں شریعت کے نفاذ کے لئے ملک چاہیئے' پھر ایک دو سال قبل ریفرنڈم کے ذریعہ قوم نے رائے دے دی تھی کہ ہم اسلامی نظام اور نفاذ کے کام کی وجہ سے اس صدر کو حق دیتے ہیں کہ وہ صدر رہے اور اس نے اپنا نام بھی نہیں لکھا تھا' اس نے کہا تھا کہ اسلامی نظام میں پیش رفت چاہتے ہو یا نہیں' پوری قوم نے کہا کہ ہاں ہم چاہتے ہیں' ۱۹۷۷ میں بہت بڑی قربانیاں دے کر قوم نے کہا کہ ہمیں اسلامی نظام چاہیئے تو ہم قوم سے کب تک پوچھتے رہیں گے لیکن قوم پر آفرین ہے اور یہ تحسین کی مستحق ہے کہ ان ساری قربانیوں اور مشکلات سے گزرنے کے باوجود' اور بار بار دھوکہ کھانے کے باوجود انہوں نے پھر بھی اس ریفرنڈم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' پارلیمنٹ کی تاریخ میں' اور انہوں نے ساڑھے گیارہ لاکھ' پندرہ لاکھ' سولہ لاکھ جیسے آپ نے بھی ابتداء میں سارے اعداد و شمار بیان فرمائے تھے' اتنی بڑی تعداد میں انہوں نے اس بل کے حق میں رائے دے دی' اور آپ نے فرمایا بھی تھا کہ شاید پارلیمنٹ کی تاریخ میں کسی قوم نے ایک بل کے بارے میں اتنی بڑی تعداد میں ہاں یا نہ کی شکل میں رائے دی ہو' قوم نے اپنا حق ادا کر دیا' لیکن ہم نے ان ساری آوازوں کو تو چھوڑا' لیکن اگر کہیں دور سے کوئی خلاف آواز اٹھی تو ہمارے کان کھڑے ہو گئے کہ اچھا وہ تو نہیں مانتا ہے اور ان میں وہ لوگ بھی تھے جو اس حکومت کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے تھے' وہ اس حکومت کو جائز ہی نہیں سمجھتے تھے' وہ کہتے تھے کہ یہ متنازعہ ہے اور ان کی مخالفت سیاسی مخالفت تھی' وہ کہتے تھے کہ یہ چھٹی کر کے گھروں کو چلے جائیں ان کو حق ہی نہیں ہے کہ اسمبلیوں میں بیٹھے رہیں اور یہ متغلبہ ہیں اور جبری تسلط سے آئے ہیں' ان کی رائے یہ تھی' لیکن ہم نے ان کی اس بات پر تو دھیان نہیں دیا اور کہا کہ وہ مولوی بھی نہیں مانتا ہے'

بھئی وہ مولوی تو شریعت مانتا ہے' شریعت بل مانتا ہے لیکن وہ کہتا ہے میں اس حکومت کے ذریعہ' یہ پورا قرآن بھی اگر نافذ کریں تو میں تسلیم نہیں کرتا' حالانکہ یہ بات ان کی بے اعتدالی کی تھی' غلط تھی' قرآن و سنت کے مقابلے میں سیاست کو سامنے نہیں رکھنا چاہیئے تھا جن لوگوں کا اوڑھنا بچھونا اسلام تھا جن کا اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا اسلام پر ہے ان کی سیاست کی دکان ساری سیاست کے نام پر چمکتی تھی ان کو چاہیئے تھا کہ وہ شکر کرتے کہ چلو جس حکومت کے ذریعہ بھی ہو لیکن منزل مقصود تک کچھ تو پیش رفت ہو جائے تو بات ان کی اصولاً غلط تھی اور یہ ایسی بات تھی جیسے یہود نے جو وحی کو نہیں مانتے تھے' انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا کہ یہ وحی آپ کے پاس کون لے کر آتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ اسلام' انہوں نے کہا اچھا' جبریل سے تو ہماری بڑی دشمنی ہے اگر میکائل علیہ اسلام یہ وحی لے کر آتا تو پھر ہم تسلیم کر لیتے لیکن جبریل لاتا ہے اس لئے ہم تسلیم نہیں کرتے۔ ہم نے کہا کہ کوئی نان پارٹی سسٹم کی بنیاد پر حکومت ہو یا سیاسی بنیادوں پر حکومت آئی ہو یا مارشل لاء کی کوکھ سے جنم لینی والی حکومت ہو تو ہمیں ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہم نے اسی لئے سارے بائیکاٹ کی اپیلیں مسترد کر دیں اور اسی لئے ہم نے اس حکومت کو پھر بھی موقع دیا اس لئے ریفرنڈم میں ہم نے ضیاء الحق کو ہاں کہہ دیا نہیں تو اسلام چاہیئے تھا۔ تو یہ ۹۵ فیصد لوگ ان جھنجھٹوں میں نہیں پڑتے تھے لیکن سیاست دانوں کی سیاست کی دوکان پھر بند ہو جاتی انہوں نے یہ شور مچایا کہ اس بل کو نہیں منظور کرنا چاہیئے کیونکہ یہ متنازعہ اسمبلیاں ہیں حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط استدلال تھا یہ متنازعہ نہیں تھیں انہوں نے بھی ہمیں ادھر سے چھرا گھونپ دیا اور اب حکومت نے بھی یہ کیا ان کی اور ساری بات چھوڑ دی اور یہاں اس ایوان میں بہت سے لوگوں نے کہا کہ فلاں مولوی نے مخالفت کی' فلاں مولوی نے کی ہے۔ بھئی فلاں مولوی تمہارے وجود کو تسلیم نہیں کرتا اس لئے کی ہے نا۔

لا تقربوا الصلوٰة انتم سکری حتی تعلموا ما تقولون

یہاں " انتم سکارا " کو چھوڑا گیا خدا نے کہا کہ نشے کی حالت میں نماز کے مت قریب ہو۔ ہم نے نشے والی بات تو چھوڑ دی اور شور مچایا کہ اللہ نے کہا ہے کہ نماز نہ پڑھو' یہ تو وہی صورت حال ہوئی۔

[Maulana Sami-ul-Haq]

بہرحال جان بوجھ کر اس مسئلے کو متنازعہ بنایا گیا اور اس سے ہرگز کسی فرقے کے حقوق پر زد نہیں پڑتی تھی اسی وجہ سے ملک کے جو مسلمہ علماء ہیں آپ خود سمجھتے ہیں کہ جو بکاؤ مال نہیں ہیں۔ جو ہر سرکار کے دربار میں ہاں میں ہاں نہیں ملاتا ہے جو درسیات وغیرہ سے گزرے ہوئے ہیں اور جنہوں نے سیاست کو اپنا پیشہ اور کاروبار نہیں بنایا ان تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا اور مل بیٹھے۔ آپ اہل حدیث جو غیر مقلد ہوتے ہیں ان کے جید علماء کو دیکھیں وہ اس بل کے حق میں ہیں۔ بریلوی حضرات کے جو جید علماء ہیں جو آپ کی نظریاتی کونسلوں کے رکن ہیں وہ سب اس کے حق میں ہیں جن پر سیاست بہت زیادہ چھائی ہوئی نہیں ہے آپ بریلویوں کو دیکھیں، اہل حدیث کو دیکھیں، دیوبندیوں کو دیکھیں میں کہتا ہوں کہ شیعہ حضرات نے بھی اسکی مخالفت نہیں کی یہ وہی مولوی ہیں جنہوں نے سیاست کو کاروبار بنا رکھا ہے۔ اس طرح ان میں بھی چند نام ہیں جو سامنے آرہے ہیں جو اصل مجتہد ہیں جو اصل علماء ہیں جو محقق ہیں جو سیاسی ایجی ٹیٹر نہیں ہیں ان کی طرف سے اس کی مخالفت میں کوئی بیان نہیں آیا اور جب ہماری سٹینڈنگ کمیٹی بیٹھی اور اقبال احمد خان صاحب اس کے چیئرمین تھے تو ان کی طرف سے کچھ ہمارے سامنے تجاویز آئیں ہم اس بل پر اس صورت میں خوش ہونگے ہم نے ان کی تجاویز کو دیکھا، پرکھا اور ہم نے ان کی تجاویز کو اس میں رکھ لیا پھر ایک ہفتے کے بعد مجھے ان کے بڑے جید علماء کے ٹیلی گرام آئے۔ ان کے خطوط آئے جو میرے پاس موجود ہیں اب اس ترمیم کے بعد ہم اس بل پر خوش ہیں اور ہم اس پر متفق ہیں تو شریعت بل نے ایک بہت بڑی دینی قوت کو اور دین چاہنے والوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔

شریعت انتشار کا ذریعہ نہیں یہ اتحاد و اتفاق کا ذریعہ ہے اور آگے چل کر امت کو بہت بڑی رحمتیں ملیں گی اور اتحاد کے راستے کھل جائیں گے۔ پھر دنیا میں کوئی ایسا بل آپ دکھائیں اس کو ہم تب منظور کریں گے جب اس پر پوری مملکت کے شہری متفق ہوں اور اگر ان کو پسند نہیں ہے ناگوار ہے تو ہم اس کو منظور نہیں کریں گے یہ تو عجیب سا معاملہ ہوا۔ ہم ہیروئن کو بند کرنا چاہتے ہیں ہم منشیات کے دشمن ہیں۔ ہم رشوت ستانی کے خلاف ہیں ملاوٹ کے بارے میں آپ قوانین بناتے ہیں تو آپ ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ بھئی آپ سب کی کیا رائے ہے آپ نے گدون میں پوست کی فصل کو تلف کیا وہ سارے چیخ رہے تھے کہ ہمیں حکومت کی

یہ کارروائی منظور نہیں ہے لیکن آپ نے ملک وملت کے مفاد میں جس چیز کو جائز سمجھا اسی کو کیا اور وہی کرنا چاہئے تھا۔ اسی میں بہتری تھی آپ جب بھی کسی معاملہ میں قانون بنائیں گے تو جرائم پیشہ اور تمام لوگوں سے کہیں گے کہ سب متفق ہو جاؤ۔ اس شریعت بل سے جن لوگوں کے مفادات پر ضرب پڑے گی۔ جاگیردارانہ سسٹم کو نقصان ہو گا' فحاشی ' بے حیائی پھیلانے والوں پر قدغن لگے گی وہ لوگ تو اس کے خلاف چیخیں گے یا جن لوگوں نے عدل وانصاف کو ایک بکاؤ مال بنا دیا ہے اور شریعت بل عدل کو بالکل مفت بنانا چاہتا ہے تو وہ لوگ تو اس کی مخالفت کریں گے کیونکہ ان کے مفادات پر ضرب پڑے گی۔ پھر تو دنیا میں کوئی بھی حکومت اصلاحی قانون کو پاس نہیں کر سکے گی۔ یہاں ہمارے وزیر اعظم صاحب نے بھی کہا تھا کہ ہم ایک ایسا بل لائیں گے جس پر پوری قوم متفق ہو لیکن قیامت تک کوئی ایسا بل نہیں آسکتا جس پر پوری قوم متفق ہو کوئی نہ کوئی مفاد پرست طبقہ اس پر راضی نہیں ہو گا۔ کوئی ایسا بل جس پر پوری قوم متفق ہو گی تو وہ پھر بل ہی بل ہو گا اور اس میں کوئی معنویت نہیں ہو گی۔ یہ تو اکبر کا دین الٰہی ہو گا اکبر چاہتا تھا کہ میں ایسے قوانین بناؤں جس سے ہندو' سکھ اور مسلم' عیسائی' لادین کمیونسٹ اور دہریئے سارے کے سارے خوش ہوں۔ اس اکبر کے دین الٰہی کا انجام کیا ہوا۔ امت نے اس کو قبول نہیں کیا اور وہ ان چند سالوں سے بھی آگے نہیں بڑھا اور اس کے نتیجے میں برصغیر میں ایک بہت بڑا اسلامی انقلاب آیا۔ اورنگ زیب عالمگیر' مجدد الف ثانیؒ مقابلے میں آگئے میں کہتا ہوں اس مملکت اور اس شریعت بل کے بانی اول جو ہیں اور برصغیر میں شریعت بل کا آغاز کرنے والے مجدد الف ثانیؒ ہیں اور اس وقت سے ہماری یہ کوششیں رکی ہوئی ہیں اور آگے نہیں بڑھ رہی ہیں ہماری یہ ساری قربانیاں رائیگاں ہیں۔ اس پارلیمنٹ کو اللہ نے اگر موقع دیا اور ان ارکان نے اللہ ورسول اور ساری چیزوں کو سامنے رکھ کر اس بل کو پاس کیا تو ان کو تاریخ میں ایک لازوال مقام ملے گا۔ ہزار سال کے بعد چار پانچ سو سال جو محنتیں ہوئی ہیں' قربانیاں دی گئیں وہ سب ان کے ہاتھوں ٹھکانے لگ جائیں گی اب یہ ان کے اوپر ہے کہ وہ اللہ کے ہاں سرخرو ہوتے ہیں اور اسلاف کی ساری محنتوں کو ٹھکانے لگاتے ہیں یا اس پر یہ لوگ بھی پانی پھیر دیتے ہیں تاریخ کے اس فیصلہ کن موڑ پر ان ارکان کا نمایاں ذکر آئے گا اچھے طریقے سے یا برے طریقے سے۔

[Maulana Sami-ul-Haq]

خدانخواستہ کوئی فرقہ اگر سمجھتا بھی ہے کہ اس سے اس کے حقوق پر زد پڑتی ہے تو ملک میں مختلف مکاتب فکر ہوتے ہیں مختلف طبقات ہوتے ہیں تو ان فرقوں کو ہم تحفظ دے سکتے ہیں۔ ان کو اپنے حقوق کی فکر کرنی چاہئے اپنے دین اپنے قوانین اور اپنے جو مسلمہ نظریات ہیں ان کے لئے فکر مند ہونا چاہئے کہ ہم ان کو نہ چھین سکیں ہم نے جب آئین میں ترمیم کر کے تمام فرقوں کو یہ حق دے دیا ہے وہ اپنے پرسنل لاء میں اپنی فقہ اور اپنے مسلمہ عقائد کے مطابق فیصلہ کر سکتے ہیں اور اس بل میں بھی دفعہ ۸ میں یہ واضح طور پر کہا کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے ہر فرقے کے اپنے جو مسلمہ لازہیں اپنے کوئی معتقدات اور نظریات ہیں وہ اس کے مطابق اپنی زندگی گزارے اور جج بھی اس کے مطابق فیصلہ کریں گے تو ان کو تو اپنا حق مل گیا وہ پانچ فیصد ہیں ' دس فیصد ہیں فرض کریں ۴۲ فیصد ہیں لیکن کسی فرقے کو یہ حق کہاں سے ملا کہ ہمارے جو معتقدات ہیں ہمارا جو دین ہے ہمارا جو نظریہ ہے ' ہماری جو فقہ ہے ہمارے جو کتاب و سنت ' اور دیگر ماخذ ہیں اس سے ہمیں وہ کیسے روک سکتا ہے نہ ہمیں ان کو روکنا چاہئے اور نہ انہیں ہمارے دین ہمارے نظام اور ہمارے دستور العمل کی طرف پیش رفت کرنے سے ہمیں روکنا چاہئے یہ تو اخلاقاً قانوناً جمہوریت کے لحاظ سے روکنا ایک ظلم ہو گا۔ ۹۰ یا ۹۵ فیصد اکثریت اپنے دین پر عمل کرنا چاہتی ہے بس؟ وہ قطعاً یہ نہیں چاہتی کہ اس فرقے کے حقوق پر قدغن لگے اس پر کوئی ظلم ہو ان پر کوئی زیادتی ہو۔ یہ بڑی زیادتی ہے کہ ہم اپنے دین سے اپنی فقہ سے اپنے مسلمہ قواعد سے دستبردار ہو جائیں کیونکہ کوئی ایک فرقہ خفا ہوتا ہے۔ بھئی کیوں خفا ہوتا ہے ان کے معتقدات میں قطعاً مداخلت نہیں کرتے ان کو اپنے پرسنل لاء کے مطابق چلنے کا حق دیتے ہیں۔

جناب والا! اس مسئلے کا ایک فیصلہ ابھی ہو سکتا ہے ہمیں ایک ایسی چیز سامنے رکھنی چاہئے جس پر تمام طبقات فکر نے اور فقہ کے پیروؤں نے متفقہ ایک فیصلہ دے دیا اور قابل احترام شخصیت ہمارے پیر پگاڑا صاحب نے بھی کہا کہ ۲۲ نکات کی روشنی میں یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے کیونکہ ۲۲ نکات پر ایک دفعہ اجماع ہو چکا ہے اس میں جید شیعہ اور سنی علماء تمام حضرات شامل تھے پھر ہمارے دوست صبح ایک بات کرتے ہیں شام کو دوسری جس سے ملک میں مختلف آوزیں اٹھتی ہیں انہوں نے بھی شور مچایا کہ اس بل سے متفقہ ۲۲ نکات مجروح ہو جائیں گے اور وہ ختم ہو جائیں گے میں ان لوگوں کے جواب کے لئے کچھ عرض کروں گا اور جناب پیر صاحب

کے مشورے کی تحسین کرتے ہوئے میں بھی کچھ عرض کرونگا کہ دونوں چیزیں سامنے رکھ کر دیکھیں ہم نے کونسی بات سے ۲۲ نکات کی نافرمانی کی ہے خلاف ورزی کی ہے یا اس سے سرتابی کی ہے اگر یہ چیز آج پھر ہو جائے تو ہمارے بل کی ایک ایک دفعہ ۲۲ نکات کے مترادف ہے متفق ہے اس میں کوئی کمی وبیشی نہیں کی گئی پھر ان تمام لوگوں کو جن کے اکابر نے دستخط کئے تھے تو ان کا اخلاقی فرض ہو گا کہ وہ اس بل کو بھی تسلیم کر لیں۔ میں یہاں مختصراً اس کی چند مثالیں دوں گا۔ میرے سامنے ۲۲ نکات بھی ہیں اور اپنا بل بھی ہے۔

جناب چیئرمین : اگر ذرا اختصار سے کام لیں وقت بھی تنگ ہو رہا ہے۔

مولانا سمیع الحق : حضرت ابھی وقت تو تنگ نہیں ہو رہا ابھی تو رات بارہ ایک بجے تک ہم بیٹھ سکتے ہیں۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور بڑا قومی مسئلہ ہے یہ حضرات کچھ ایثار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اجر بھی دیگا اگر ۹ بجے سے کچھ بڑھ بھی جائے تو کیا حرج ہے بہرحال میں کوشش کرونگا کہ چند منٹ کے بعد اس کو سمیٹ لوں۔ یہاں ہمارے بل میں بڑا مسئلہ تعریف کا ہے کہ شریعت کا اصل ماخذ قرآن پاک اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دفعہ ۲ کی شق (ب)۔ اب اس میں ہم بنیادی نکات کو دیکھتے ہیں۔ دفعہ ۲ کی دوسری شق میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ملک کا قانون قرآن وسنت پر مبنی ہو گا۔ اب اس میں کہاں ہم نے ادھر سے حکم عدولی کی۔ آگے دفعہ 3 ہے۔ کہ کوئی مقنّنہ شریعت کے خلاف قانون نہیں بنائے گی تو آگے کی مقنّنہ کوئی ایسا قانون یا قرارداد ایسی منظور نہیں کر سکے گی جو شریعت کے احکام کے خلاف ہو۔ اگر ایسی کوئی قرارداد یا قانون منظور کر لیا گیا تو اسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا۔ اب وہاں جو دوسرا نکتہ ہے اس میں بھی یہی ہے کہ ملک کا قانون قرآن وسنت پر مبنی ہو گا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا۔ یعنی مقنّنہ (پارلیمنٹ) پر وہاں بھی قدغن لگائی گئی ہے کہ پارلیمنٹ کو کھلی آزادی نہیں ہے وہ کوئی ایسا قانون نہیں بنا سکے گی اور نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جا سکے گا۔ اس میں ہمارا اگلا نکتہ آیا ہے کہ مقنّنہ کو بھی اس کا پابند بنایا گیا ہے اور ایڈمنسٹریشن کو بھی کہ دونوں کوئی ایسا حکم نہیں دے سکیں گے جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔ ہماری اس دفعہ میں ایک جملہ زیادہ ہے کہ اسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا۔ کیونکہ ۲۲ نکات مرتب کرتے وقت شرعی عدالت کا تصور یا ادارہ موجود نہیں تھا۔ اس لئے وہاں یہ نہیں کہا جا سکا۔

آگے ہمارے بل کی دفعہ ٦ ہے۔ کہ شریعت کے خلاف احکامات دینے پر پابندی۔ انتظامیہ کا کوئی بھی فرد بشمول صدر مملکت اور وزیر اعظم شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا۔ تو وہاں ٢٢ نکات میں شق ٣ میں یہ چیز واضح موجود ہے کہ کوئی ایسا قانون نہ بنایا جاسکے گا نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جاسکے گا جو کتاب وسنت کے خلاف ہو اور مملکت کسی جغرافیائی ،نسلی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصولوں اور مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔ یہ ہمارے بل کی اگلی دفعہ ٧ ہے عدالتی عمل اور احتساب۔ کہ حکومت کے تمام عمال بشمول صدر مملکت ،اسلامی قانون عدل کے مطابق عدالتی احتساب سے بالاتر نہیں ہونگے۔ اب ٢٢ نکات دیکھئے اس میں سترھواں نکتہ واضح طور پر یہ ہے صدر مملکت کے بارے میں ہے یہاں کہا جارہا ہے صدر مملکت کو آپ کیوں لپیٹتے ہیں اور وزیر اعظم کا ذکر آپ کیوں کرتے ہیں۔ ٢٢ نکات میں سترہواں نکتہ یہی ہے کہ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہیں ہوگا۔ صاف واضح طور پر یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ عام شہری کی طرح یہ بھی ہوگا۔ پھر اسی ٢٢ نکات کا اٹھارھواں نکتہ ہے کہ ارکان اور عمال حکومت اور عام شہریوں کے لئے ایک ہی ضابطہ قانون ہوگا اور دونوں پر اس کو عدالتیں ہی نافذ کریں گی۔ اس میں ارکان عمال حکومت اور سب شہری احتساب کے دائرے میں لائے گئے۔

دفعہ ٨ کے تحت جو مسلمہ فرقے ہیں انکو انکے پرسنل لاء جو اس وقت بعض دوستوں نے حذف کرادیئے تھے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ وہ حذف نہ ہوں وہ اپنی جگہ پر رہیں۔ اور منتخبہ کمیٹی میں انہوں نے کہا کہ اس مسئلے کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ آئین میں نئی ترمیم کی شکل میں آرڈیننس طے ہوچکا ہے۔ تو چونکہ آئین میں یہ چیز آگئی ہے کہ انکو اپنے پرسنل لاء پر عمل کرنے کی اجازت ہوگی تو اس نکتے کی ضرورت نہیں۔ یہاں ملک میں بڑا شور مچایا گیا کہ اس دفعہ کو حذف کر دیا گیا حالانکہ اصل محرکین نے اس دفعہ کو رکھا تھا لیکن وہاں یہ تجویز سامنے آئی کہ اس دفعہ پر عمل ہوچکا ہے ،اب بھی اگر کوئی چاہے تو ہمیں انکار نہیں ہے۔ اس میں باقاعدہ یہ دفعہ رکھ سکتے ہیں...........

Mr. Muhammad Ali Khan: Point of Order, Sir. These arguments should be taken up at the time of second reading not at this stage.

Mr. Chairman: I think he has a right to speak on this in the first reading. In the second reading he will only reply to the points then raised.

مولانا سمیع الحق: ہمارے بل کی دفعہ ۹ جو ہے اس میں واضح طور پر غیر مسلموں کو تبلیغ کی آزادی دی گئی ہے۔ غیر مسلم باشند گان مملکت کو اپنے ہم مذہبوں کے سامنے مذہبی تبلیغ کی آزادی ہو گی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون کے مطابق کرنے کا حق حاصل ہو گا یہ شریعت بل ان پر لاگو ہی نہیں ہو گا اب یہی دفعہ ۹ جو ہے وہ ۲۲ نکات کے دسویں نکتے میں واضح طور پر موجود ہے۔ وہاں پر کہا گیا ہے کہ غیر مسلم باشند گان مملکت کو حدود قانون کے اندر 'مذہب' عبادت' تہذیب وثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہو گی۔ اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم ورواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہو گا۔ تو دسواں نکتہ یہاں ہم نے اپنی دفعہ ۹ میں پورا سمو دیا ہے۔ آپ دونوں کو سامنے رکھ کر موازنہ کر سکتے ہیں۔

اس بل میں علماء کو جج مقرر کرنے کی بات کی گئی ہے یا معاون کے طور پر کام کریں گے اس چیز سے اچنبھا کیوں ہے یہ اگر ۲۲ نکات میں نہیں ہے تو اس کو ۱۹۷۳ء کے آئین میں ہم نے باقاعدہ تسلیم کر لیا ہے۔ نظریاتی کونسل کے متعلق جو باب ہے اس میں یہ چیز موجود ہے کہ علماء ان کی شرائط' تدریس کی مدت جب ساری وہاں تسلیم ہو چکی ہے تو یہاں کوئی نئی چیز نہیں ہے جس سے بہت بڑا طوفان آجائے گا۔ آگے ذرائع ابلاغ کی تطہیر کی دفعہ ہے وہ دفعہ ۲۰ ہے اس میں واضح طور پر موجود ہے کہ ہم ذرائع ابلاغ کی تطہیر غلط افکار ونظریات جو ملک کے نظریات کے خلاف ہو اخلاق وعقیدے کے خلاف ہو اس پر پابندی لگانا چاہتے تھے تو ان ۲۲ نکات میں بیسواں نکتہ یہ ہے کہ ایسے افکار ونظریات کی تبلیغ واشاعت ممنوع ہو گی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصولوں اور مبادی کے انہدام کا باعث ہو۔ ہم نے اس کو بھی یہاں ملحوظ رکھا۔ ہمارا سولھواں نکتہ بنیادی حقوق کے تحفظ کا ہے۔ اس کے بارے میں بڑی لے دے ہوئی ہے تو اس کے الفاظ یہ ہیں کہ شریعت نے جو بنیادی حقوق باشند گان ملک کو دیئے ہیں ان کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جائے گا۔ اب اس میں دیکھتے ہیں کہ یہ نکتہ ہے یا نہیں۔ ۲۲ نکات کا ساتواں اور

آٹھواں نکتہ بالکل واضح طور پر ہے ہم نے یہاں بہت مختصر الفاظ میں اس کو سمو دیا۔ ساتواں نکتہ یہ ہے کہ باشند گان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہونگے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو دیئے ہیں یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان و مال، عزت و آبرو، آزادی مذہب و مسلک آزادی عبادت، آزادی ذات، آزادی اظہار رائے، آزادی نقل و حرکت، آزادی اجتماع، آزادی اکتساب رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی اداروں سے استفادہ کا حق۔ اور آٹھواں نکتہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند جواز کے بغیر اس وقت تک سلب نہیں کی جائے گی اور کسی جرم میں بغیر موقع صفائی دیئے اور فیصلہ کئے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

اب یہ چند مثالیں تھیں جو میں نے شریعت بل جو ایوان کے سامنے ہے اور ۲۲ نکات کے سرسری مطالعہ سے جو چند مثالیں سامنے آئیں آپ کے سامنے رکھ دیں کہ ہم نے تو بنیادی حقوق کو نافذ کرنے کی اس بل کے ذریعے کوشش کی ہے۔ ہم نے قرارداد مقاصد کو عملاً اس ملک میں نافذ کرنے کے لئے یہ شریعت بل پیش کیا ہے۔ ہم نے پچھلی تمام کوششوں سے سرمو انحراف نہیں کیا بلکہ ان تمام محنتوں کو نتیجہ خیز اور ثمر آور بنانے کی کوشش کی ہے۔ تو جناب چیئرمین صاحب! اس ۲۲ نکات کے متفقہ آئینے میں دیکھئے کہ آپ کو اس میں علامہ مفتی جعفر حسین مجتہد کا نام بھی نظر آئے گا۔ آپ کو علامہ حافظ مفتی کفایت حسین مجتہد کا نام بھی نظر آئے گا۔ آپ کو اس وقت کے جمعیت اہلحدیث کے بہت بڑے عالم مولانا محمد اسماعیل کا نام بھی نظر آئے گا آپ کو اس میں دیو بندی اور بریلوی مکتب فکر کے تمام سرکردہ علماء کے دستخط ثبت ہوئے نظر آئیں گے۔ مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ اور مولانا اظہر علی، مولانا ابو جعفر محمد صالح یہ میں نے چند مکاتب فکر کے مسلمہ چاروں علماء کے نام لئے ہیں کہ ان لوگوں نے اس پر دستخط کئے ہیں کہ ہم اس طرح اس ملک کی گاڑی کو اسلام کی پٹڑی پر آگے چلا سکتے ہیں۔

میں آخر میں اتنا عرض کروں گا کہ شریعت بل منظور کئے بغیر ہرگز اس ملک میں حاکمیت اعلیٰ خداوند قدوس کی قائم نہیں ہو سکتی۔ ہم ان کو ہزار ساورن کہیں اس کی ساورنٹی تب آئے گی جب شریعت بل کو عدالتوں، ایوانوں، اور ایڈمنسٹریشن میں اور ذرائع ابلاغ کے اداروں میں پہنچائیں گے تو اس ملک میں حاکمیت اعلیٰ صرف تبرک کے لئے تو ایک بات ہو گی لیکن عملاً کوئی پیش

رفت نہیں ہو گی۔ نہ ہم اس کو مسترد کرنے کے بعد اسلام کا نام لینے کا حق رکھتے ہیں نہ ہم اسلام کا نام الیکشنوں میں لے سکیں گے۔ اور جس طرح سے ہم چالیس سال سے کر رہے ہیں نہ ہم اسلام کا نام سیاست کے لئے نیابت کے لئے اور قوم کی ترجمانی کے لئے استعمال کر سکیں گے۔ اس سے اس حکومت پر اس ملک پر مہر لگ جائے گی کہ یہاں ویسے نام کے لئے اسلام لایا گیا ہے تو خدارا ملک کو اس فضیحت سے بچایئے اور یہ ایوان ایسے کوئی اقدامات نہ کرے نہ اس کو ایسی ترامیم کے ذریعے مجروح کرے۔ جو اس بل کی روح کو ختم کر دے اور کسی شعبہ زندگی میں کوئی اس کے اثرات ظاہر نہ ہوں اور پرنالہ وہیں کا وہیں رہے۔ آج ہمارے سامنے ترامیم کا ایک مسودہ رکھا گیا ہے۔ مجھے پڑھ کر انتہائی دکھ ہوا۔ اور میں نے دیکھ لیا کہ حکومت کے عزائم کیا ہیں۔ ان ترامیم کے ذریعہ انہوں نے اس شریعت بل کی ایک ایک دفعہ کو ڈائنامیٹ کرنے کی کوشش کی ہے۔ حکومت یہ نہ سمجھے کہ وہ یہ ترامیم پاس کر لے گی اور قوم کو یہ کہیں گے کہ شریعت بل پاس ہو گیا۔ قوم بھی بڑی ہوشیار ہے وہ بڑی آہنی آنکھیں رکھتی ہے۔ وہ سارا پوسٹ مارٹم کرے گی ان ترامیم کا بھی اور اس بل کا بھی اور انشاء اللہ جب تک ہم قوم کو نہیں کہیں گے کہ یہ شریعت بل، شریعت بل ہے تو آپ ہزار ترامیم اور مسودے پاس کرائیں قوم آپ کی نہیں مانے گی ہماری مانے گی۔

پھر میں دوسرا دعویٰ یہ کرتا ہوں کہ اس شریعت بل سے ملک کے کسی طبقہ کسی شہری کے حقوق پر قطعاً کوئی زد نہیں پڑتی۔ سب کو حقوق مل جائیں گے اور مفاد پرست افراد جو جونک کی طرح معاشرے کو چوس رہے ہیں، معاشرے کا استحصال کر رہے ہیں بلیک میلنگ کر رہے ہیں ان کے تمام راستے اس بل سے بند ہو جائیں گے۔ اسی طرح میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ غیر مسلم اقلیت کو اس بل کے ذریعے ایک بے مثال تحفظ مل جائے گا۔ ان کو تمام حقوق مل جائیں گے۔ ابتداء میں کچھ مشکلات ہوتی ہیں۔ ہم جب ایک عبوری دور سے گزریں گے تو کچھ مشکلات سامنے آئیں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو آسان کر دے گا۔ جب پوری قوم چاہتی ہے اور آپ بھی چاہئیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کے دروازے کیسے کھولتا ہے اور وہ مشکلات آسان کر دیتا ہے۔ اگر کچھ دشواریاں ہیں تو وہ اس نظام کی وجہ سے ہیں جو ڈیڑھ سو برس سے ہم پر مسلط ہے۔ اب جب اس نظام کا جوا اتار دیں گے تو کچھ مشکلات تو سامنے آئیں گی نا! ایک شرابی ہو جو ہر وقت شراب پینے کا عادی ہے۔ جب آپ اس سے شراب

[Maulana Sami-ul-Haq]

چھڑائیں گے تو اس کو تکلیف تو ہو گی وہ تڑپے گا لیکن یہ بات تو نہیں ہے کہ شراب بڑی اچھی چیز تھی اور اسے بڑی اچھی چیز سے محروم کر دیا گیا ہے اس لئے وہ تڑپتا ہے۔ نہیں۔ شراب بذات خود ایک خراب چیز تھی لیکن اس کی عادت اتنی بڑھ چکی تھی اور وہ اس کے جسم و جان میں اتنی سرایت کر چکی تھی کہ جب اس غلط چیز کو اس سے چھڑائیں گے تو اس کو کچھ دن تو تکلیف ہو گی اور جب اس کی یہ عادت چلی جائے گی تو پھر وہ دعائیں دے گا۔ وہ شکر کرے گا کہ یا اللہ میں تو بہت بڑی مصیبت اور عذاب سے چھوٹ گیا یہ انگریزی نظام ہماری جڑوں میں شراب اور ہیروئن کی طرح سرایت کر گیا ہے۔ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کچھ دن تک تکالیف، کچھ مشکلات اور دشواریاں برداشت کرنی پڑیں گی۔ ایسا تو نہیں ہے کہ:

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پر اڑنا

والی بات ہو جائے کہ:

منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

تو اس کٹھن منزل کو ہمیں عبور کرنا ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور رحمتیں ہمارے ساتھ ہوں گی اور یہ معاشرہ ایک مثالی اور اسلامی بن جائے گا۔ یہ معاشرہ اگر اسلامی بن گیا، ایک نمونہ بن گیا تو آپ دیکھیں گے یہ ملک یہ معاشرہ اور اس کا انقلابی عمل پوری دنیا میں انقلاب کا ذریعہ بنے گا۔ اس کے اثرات مشرق و مغرب پر پڑیں گے۔ آپ کے سیکولرازم والے سیکولرازم سے دستبردار ہو جائیں گے روس اور چین سوشلزم کو دور پھینک دے گا کہ اصل راحت تو اس نظام میں ہے۔ امریکہ اسے محسوس کر لے گا کہ اسلامی حقوق تو وہاں محفوظ ہیں خوشحالی، آسائش اور عدل و انصاف تو وہاں ہے۔ اس کے انقلابی اثرات پوری دنیا پر مرتب ہوں گے اگر یہ امامت و قیادت پاکستان کو نصیب ہوئی تو یہ اس کی بہت بڑی خوش قسمتی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جلد از جلد اس منزل پر پہنچنے کی توفیق دے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

Mr. Chairman: Thanks. This brings us to the end of the first reading. I will now put the question to the House. The question is:

> "That the Bill to enforce Sharia in the country [The Enforcement of Sharia Bill, 1985] be taken into consideration."

قاضی عبداللطیف: اس پر کچھ وضاحتیں میں بھی کروں گا۔

جناب چیئرمین: جب دوسری خواندگی شروع ہوگی تو اس میں بہت سے مواقع ہوں گے کہ آپ وضاحت کریں۔

قاضی عبداللطیف: کیسے ختم ہوا؟ آپ نے جہانگیر صاحب کو کتنی مرتبہ وقت دیا۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آپ نے کافی وقت لیا تھا۔ آپ سے ہم نے خواندگی شروع کی تھی۔

قاضی عبداللطیف: میں آپ سے نہیں کہہ رہا۔ دوسرے نے مداخلت کی تھی اس میں۔ اس سے کہہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: تو اس کو جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

قاضی عبداللطیف: کتنی مرتبہ آپ نے اپنوں کو دو دو، تین تین مرتبہ موقع دیا۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

(*The motion was carried*)

Mr. Chairman: We come now to the second reading of the Bill but I would propose unless the House otherwise decides that we take it up at the next Private Members Day. In the meantime if there are any further amendments to be filed, I believe some amendments have been received by the Secretariat already but if there are any further amendments to be filed they may please be given in the meantime.

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میری گزارش یہ ہے جناب کہ شریعت بل پر بہت کچھ کہا سنا گیا ہے۔ لوگوں میں ایک تاثر بھی قائم ہو چکا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور یہ گزارش کروں گا اس بل کو جاری رکھیں اور اسے اسی سیشن میں پایہ تکمیل تک پہنچائیں تو بہتر ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ میں نے بھی ایک بل دیا تھا پاکستان کریمینل کوڈ امنڈمنٹ بل، یہ بھی اگر ساتھ ساتھ ہو جاتا تو بہت بہتر ہوتا۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں قواعد کے مطابق ہی ہوں گے۔ ایک دن آئے گا پرائیویٹ ممبرز ڈے جس میں آپ کو اپنا بل move کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ اس کے بعد آپ نے ہاؤس سے پھر leave مانگنی ہے کہ وہ آپ کو اجازت دیتے ہیں اس کو موو

[Mr. Chairman]

کرنے کی یا نہیں دیتے۔ اگر وہ دے دیں تو آپ بھی بیشک اس کو move کر لیں۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: یہی تو میں کہتا ہوں کہ اگر وہ آجاتا تو اس پر بات ہوتی۔

جناب چیئرمین: وہ قانون اور قواعد کے مطابق ہی آئے گا اس سے پہلے تو میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔

مولانا سمیع الحق: جناب والا! یہ بہت بڑا مسئلہ ہے جس پر پوری قوم کی نظریں ہیں اسی طرح آپ اس کو ایک دو دن بعد لے لیں۔ اس طرح تو یہ ایوان ختم ہو جائے گا اندازہ یہ ہے۔ دوسرا پرائیویٹ ڈے آئے گا ہی نہیں۔

جناب چیئرمین: ہم لوگ ختم ہو جائیں گے۔ ایوان انشاءاللہ ختم نہیں ہو گا۔

مولانا سمیع الحق: ایوان ان افراد سے عبارت ہے۔ ان کو آپ چھٹی دے دیں گے اور پھر شاید پرائیویٹ ممبرز ڈے ہی نہ آئے۔ پھر رمضان کا مہینہ آجائے گا اور یہ بڑا اہم مسئلہ ہے تو خدارا اس مسئلے کو دلدل سے نکالیں۔ کچھ آگے بڑھائیں۔ ہاں یا نہیں جو بھی صورت ہو لیکن اس کو ایک طرف کر دیں۔ میں سردار صاحب کی پر زور تائید کرتا ہوں۔ کل ہی اس کو رکھ لیں۔ ہم اور قواعد و ضوابط طے کرتے ہیں تو ایک قاعدہ و ضابطہ کے مطابق اس کو معطل کر دیں۔

جناب چیئرمین: یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر ہی آئے گا اس کے بغیر تو نہیں ہو سکتا 'ہم نہ ہوں گے تو کوئی ہم سا ہو گا' اور یہ ایوان انشاءاللہ جاری رہے گا۔

So, is this acceptable that we take up the second reading at the next Private Members Day?

("*Voices from the House 'Yes'*")

Mr. Chairman: There is next item on the agenda a resolution which was moved in the earlier stage. Do we start discussion on that or we postpone it? (*'pallse'*)

We finish it, we call it a day today. So, we will meet again tomorrow at 6.30 P.M.

[*The Senate then adjourned to meet again at half past six of the clock in the evening on Monday, March 16, 1987*].